مسلسل اشاعت کا پچیسواں سال

ماھنامہ

معارف رضا

کراچی

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل

اسلامی جمہوریہ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه

رضا کی ادویات۔ بے مثل خصوصیات

رضا کی دیگر مؤثر ادویات میں سے چند ایک نظر میں

نام دوا	قیمت	فوائد و استعمالات
انرجیک سیرپ ENERGIC Syrup	75/=	اعضائے رئیسہ وشریفہ (دل، دماغ، جگر) کی حفاظت کرتا ہے۔ جسم کو خون سے بھرپور کرتا ہے۔ ضائع شدہ توانائی بحال کرتا ہے۔
کف کل سیرپ COUGHKIL Syrup	30/=	خشک اور بلغمی کھانسی، کالی کھانسی، شدید کھانسی، دورے والی کھانسی، دمہ اور امراضِ سینہ میں بے حد مفید ہے۔
لیورجک سیرپ LIVERGIC Syrup	50/=	ضعفِ جگر، یرقان، ورم جگر، ہیپاٹائٹس، جگر کا بڑھ جانا، جگر کا سکڑ جانا، ورم پتہ، مثانہ کی گرمی، سینہ اور ہاتھ پاؤں کی جلن میں مفید ہے۔
پیورِفک سیرپ PURIFIC Syrup	45/=	چہرے کے داغ دھبے، کیل مہاسے، گرمی دانے، پھوڑے پھنسیاں، خارش، الرجی، داد، چنبل بواسیر بادی وخونی میں مفید ہے۔ اعلیٰ مصفیِ خون ہے۔
گائنوجیک سیرپ GYNOGIC Syrup	110/=	ایام کی بے قاعدگی، رحم کی کمزوری، ورمِ رحم، عادتی اسقاطِ حمل، اٹھرا، کمر درد اور جملہ امراضِ نسوانی میں اکسیر ہے۔
لیکورک کیپسولز LIKORIC Capsuls	90/=	سیلان الرحم (لیکوریا)، حاد ومزمن کی مؤثر دوا ہے۔ اندام نہانی کے ورم اور سوزش کو دور کرتے ہیں، کیلشیم کی کمی، رحم اور متعلقاتِ رحم کو تقویت دیتے ہیں۔
عرق جگر ARQ E JIGAR	60/=	جگر وطحال کے جملہ امراض، درد جگر، ورم جگر، جلندھر، ہیپاٹائٹس کی جملہ اقسام میں مناسب بدرقات کے ساتھ حیرت انگیز نتائج کا حامل ہے۔
شربت بادام SHARBAT E BADAM	110/=	دماغ کو طاقت دیتا، حرارت کو تسکین دیتا ہے، سینہ وطبیعت کو نرم کرتا ہے۔
دافع جریان کورس DAF-E-JIRYAN Course	300/=	کثرتِ احتلام، جریان، سرعتِ انزال، ذکاوتِ حس اکسیر ہے۔
روزک سیرپ ROSIC Syrup	150/=	فطری قوتِ مدبرہ بدن کو بیدار کرتا ہے۔ ہاضمے کے عمل کو بہتر بناتا ہے۔ جگر اور اعصاب کو طاقت دیتا ہے۔ خواتین کے لئے بہترین ٹانک ہے۔ زچہ وبچہ میں خون کی کمی کو دور کرتا ہے۔
کڈ ٹانک سیرپ KIDTONIC Syrup	27/=	بچوں کو قبض، اپھارہ، نفخ، پیچش، قے دست، کھانسی، نزلہ، زکام، بخار اور گلے کی بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ جسم کو طاقت دیتا اور غذائی کمی، خون کی کمی اور کیلشیم کی کمی کو پورا کرتا ہے۔
کشش (بریسٹ کریم) KASHISH Breast Cream	150/=	اکثر خواتین ایک ہی بچہ پیدا ہونے کے بعد نسوانی خوبصورتی کھو دیتی ہیں۔ کشش (بریسٹ کریم) بریسٹ کو سڈول، خوبصورت اور پُرکشش بناتی ہے۔

ریٹائرڈ پرسن، انویسٹر، ہول سیلرز، میڈیکل/سیلز ریپ، فری لانسرز، ڈسٹری بیوٹرز و مارکیٹرز متوجہ ہوں۔ اپنے شہر، قصبے اور گاؤں میں رضا لیبارٹریز کی مایہ ناز ہربل ادویہ کی فرنچائز مارکیٹنگ کے لئے رابطہ فرمائیں۔ پرکشش پیکج، سیمپل، لٹریچر، اسٹیشنری اور پبلسٹی بذمہ کمپنی۔

ZAIGHAM ENTERPRISES

Distributer & Promoter of Medicine & General Items

F.U. 61-63, Dildar Shopping Center, Near Empress Market, Saddar, Karachi.

Ph. & Fax: 021-5219633, Cell: 0333-2166710, E-Mail:raza_lab@yahoo.com

Regional Office: Main Bazar Sheikhupura. Ph.# 056-3091247

ہدیہ فی شمارہ: =/20 روپے
سالانہ: عام ڈاک سے: -/150
رجسٹرڈ ڈاک سے: -/300
بیرون ممالک: -/10 ڈالر سالانہ
لائف ٹائم ممبر شپ: -/300 ڈالر

دائرے میں سرخ نشان ممبر شپ ختم ہونے کی علامت ہے۔
زر تعاون ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

نوٹ: رقم دستی یا منی آرڈر/ بینک ڈرافٹ بنام ''ماہنامہ معارف رضا'' ارسال کریں، چیک قابلِ قبول نہیں۔
ادارہ کا اکاؤنٹ نمبر: کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 45-5214۔ حبیب بینک لمیٹڈ، پریڈی اسٹریٹ برانچ، کراچی۔

نوٹ: ادارتی بورڈ کا مراسلہ نگار/ مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ادارہ)

25۔ جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل)، صدر، کراچی 74400۔ پوسٹ بکس نمبر 489
فون: 0091-21-2725150 فیکس: 0091-21-2732369
ای۔میل: marifraza_karachi@yahoo.com
ویب سائٹ: www.imamahmadraza.net

(پبلشر مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی، سے چھپوا کر دفتر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل سے شائع کیا)

آئینہ

''مقالہ نگار حضرات اپنی نگارشات ہر انگریزی ماہ کی ۱۰ ر تاریخ تک ہمیں بھیج دیا کریں، مقالہ تحقیقی، مع حوالہ جات ہو، ۵ ر صفحات سے زیادہ کا نہ ہو، کسی دوسرے جریدہ یا ماہنامہ میں شائع شدہ نہ ہو۔ اس کی اشاعت کا فیصلہ ادارے کی مجلسِ تحقیق وتصنیف کرے گی۔'' (ادارتی بورڈ)

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ الرحمٰن

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

یادِ حضور کی قسم، غفلتِ عیش ہے ستم
خوب ہیں قیدِ غم میں ہم، کوئی ہمیں چھڑائے کیوں

جان ہے عشقِ مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ، نازِ دوا اٹھائے کیوں

خوش رہے گل سے عندلیب خارِ حرم مجھے نصیب
میری بلا بھی ذکر پر پھول کے خار کھائے کیوں

گردِ ملال اگر دُھلے، دِل کی کلی اگر کھلے
بَرق سے آنکھ کیوں جلے، رونے پہ مسکرائے کیوں

اب تو نہ روک اے غنی عادتِ سگ بگڑ گئی
میرے کریم پہلے ہی لقمۂ تر کھلائے کیوں

سنگِ درِ حضور سے ہم کو خدا نہ صبر دے
جانا ہے سر کو جاچکے، دل کو قرار آئے کیوں؟

ہے تو رضاؔ نِرا ستم جرم پہ گر لجائیں ہم
کوئی بجائے سوزِغم، سازِطرب بجائے کیوں

بحوالہ حدائقِ بخشش۔ ص:۵۲۔ مطبوعہ ادارہ

بمدح حضرت خاتونِ جنت بتول زہرا جگر پارۂ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

از: امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ الرحمٰن

جناب سرورِ عالم کی پیاری پیاری بتول
ستیـــرہ و پاک جگر پارۂ رسول اللہ

ادب سے نام زباں پر مرے نہیں آتا
بدن پہ کیفیتِ رعشہ ہے خدا ہے گواہ

جو ان کا نام سنا زہرہ سربلندی چھوڑ
بنی ستادہ بپا ہوکے باندئ درگاہ

جو مہر کرکے پھرا یاں طوافِ لاثانی
قدم سے ماہ گرا دل سے کھینچ کر اِک آہ

انہیں کے دامنِ اقدس کا صدقہ میرے رسول
انہیں کی چادرِ عفت کے واسطے یا شاہ

(ناتمام دستیاب ہوئی)

بحوالہ حدائقِ بخشش، حصہ سوم، صفحہ ۵۴

مدارسِ اسلامیہ کی نشأۃِ ثانیہ

وقت کی اہم ضرورت

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

مدرسہ تو ایک جذبِ فکر کا پیغام ہے!

اسلام دینِ فطرت ہے اور جمیع علوم کا سرچشمہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی مبارک آخری کتاب ''القرآن الکریم'' ہے۔ اس اعتبار سے تمام علوم اسلامی علوم ہیں، ان میں نہ جدید وقدیم کی کوئی قید ہے، نہ الٰہیات وطبیعات کی۔ یہ تمام علوم آلہ ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی معرفت اور پہچان اور تبلیغ اسلام اور حقیقت کے ابلاغ کا۔

اسلام کی پہلی وحی "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ" علم کی فضیلت پر دال ہے اور آیۂ کریمہ "اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ" نے یہ واضح کر دیا کہ لکھنا پڑھنا یعنی علم کا حصول از حد کرم والے پروردگار کا کرم ہے۔ اس سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں تحصیلِ علم، تعلیم وتربیت، درس وتدریس اور اشاعتِ علمِ (نافع) کی بڑی اہمیت ہے اور کیوں نہ ہو؟ کہ خاتم النبیین، سید المرسلین سیدنا محمد ن المصطفیٰ ﷺ کے چہارگانہ فرائضِ منصبی میں سے ایک فریضہ کتاب و حکمت کی تعلیم قرار پائی ہے، پھر حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت کے علمائے ربانیین کو اپنا نائب اور اپنے ''ورثۃ العلمی'' کا صحیح وارث قرار دیا ہے۔

اسی وراثت کی تحفیظ وتقسیم کے لئے ایک اسلامی درس گاہ ''پناہِ اصحابِ صفہ'' قائم فرمائی جو کہ دنیائے اسلام کی پہلی بنیادی اسلامی نظریاتی نرسری نما شبینہ یونیورسٹی تھی اور اشاعتِ اسلام اور تبلیغِ دینِ فطرت کے ضمن میں سید عالم ﷺ کے ان شاگردوں اور تربیت یافتہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی جدوجہد کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ جب یہ اکنافِ عالم میں اپنے فرائضِ تزکیۂ قلوبِ انسانی اور تبلیغِ دین کی انجام دہی کے لئے پھیلے تو انہوں نے فروغِ تعلیم کا فریضہ سرانجام دیا۔ پھر بعد میں آنے والے تابعینِ کرام، تبعِ تابعین اور اولیائے کرام نے ان حضرات قدس کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے درس وتدریس کے لئے مساجد کے صحن، حجروں اور خانقاہوں میں علوم اسلامیہ کی تعلیم کا بندوبست کیا۔ بعض خوش نصیب سلاطینِ اسلام نے بھی اس سمت میں کام کئے۔ مدارس کے لئے علیحدہ عمارات بنوائیں، مروجہ علومِ اسلامی کے درس وتدریس کے اہتمام کے لئے فاضل اساتذہ کا انتخاب کیا، ان کے اور طلباء کے وظائف مقرر کئے اور مفت تعلیم کا انتظام کیا۔ مساجد سے علیحدہ باقاعدہ مدارس قائم کرنے کی بنیاد چوتھی صدی ہجری کے اواخر اور پانچویں صدی کے اوائل میں رکھی گئی جب نظام الملک طوسی (م ۴۸۵ھ) نے ماوراء النہر میں اسلامی مدرسہ قائم کیا۔ بغداد شریف، نیشاپور، ہرات وغیرہ کی نظامی یونیورسٹیاں اس وقت تمام دنیا میں معروف تھیں۔ نظام الملک کی طرح نویں صدی ہجری میں میر علی شیر نوائی (م ۹۰۶ھ) کی شخصیت بھی مدارسِ اسلامی کے قیام وانصرام کے سلسلہ میں بہت معروف ہے۔ ان کے زمانے میں بغداد کی مستنصریہ یونیورسٹی عجائبِ روزگار تھی۔ ماوراء النہر اور عراق سے منتقل ہونے والے علماء اور وہاں کے فارغ التحصیل طلباء نے سندھ اور ملتان میں مدارس قائم کئے۔ اس کے بعد لاہور اور دہلی علومِ اسلامی کے مراکز بنے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے یہ سلسلۂ ذھب مشرق میں بنگال اور برما تک، شمال میں کشمیر تک اور جنوب میں مالابار تک پھیل گیا جہاں بڑے بڑے مدارس قائم ہوئے اور ہزاروں کی تعداد میں طلباء کی تعلیم ورہائش کا انتظام تھا۔ ان مدارس کے نصاب میں زمانہ اور ماحول کے مطابق تبدیلیاں (ترمیم واضافہ) ہوتی رہیں، عصری تقاضوں کے اعتبار سے نصاب میں فنون کا اضافہ ہوا اور ان میں ترمیم بھی ہوئی۔

بعض لوگ، خصوصاً سیاسی لیڈران، سرکاری افسران اور جدید یونیورسٹیوں کے اساتذہ وطلبہ یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ مدارس کا نصاب فرسودہ ہے، یہ ایک ہزار سال پرانا ہے، یہ ان کی بہت بڑی غلط

فہمی ہے۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ مروجہ نصاب پانچویں صدی ہجری کے ماہرِ تعلیم علامہ نظام الملک طوسی (م ۴۸۵ھ) کا مرتب کردہ ہے۔ دینی مدارس میں جو آج کل نصاب رائج ہے، جسے درسِ نظامی کہتے ہیں یہ علامہ ملاّ نظام الدین فرنگی محلی (م ۱۷۴۸ء) کا بنایا ہوا ہے اور انہی کی نسبت سے ''درسِ نظامی'' کے نام سے مشہور ہوا۔

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد غیر منقسم ہندوستان کے مسلمانوں پر جس طرح عرصۂ حیات تنگ کیا گیا اور ان کی سیاسی، سماجی، مذہبی اور تعلیمی حالت جس کس مپرسی کا نشانہ بنی اور مسلمانانِ ہند پر فرنگی سامراج نے ظلم وستم کے جو پہاڑ توڑے، اس سے تاریخ کا ہر طالبِ علم واقف ہے۔ ملک کے جیّد، قابلِ اعتماد، صفِ اول کے علماء کو چن چن کر زینتِ دار ورسن بنایا گیا، جو بچ رہے انہیں پابہ جولاں کیا گیا۔ بہتیرے دربدری کا داغ لئے دنیا سے رخصت ہوگئے، ان کی مساجد کو پامال کیا گیا، مدارس کو جبراً بند کیا گیا اور خانقاہوں کو انگریز فوج کے گھوڑوں کی ناپاک ٹاپوؤں سے روندا گیا۔ صرف صوبۂ بنگال میں عہدِ جہانگیری میں اسّی ہزار کے قریب مدارس دینِ حق کی تبلیغ واشاعت میں سرگرمِ عمل تھے جنہیں صفحۂ ہستی سے مٹادیا گیا۔ اس پر طرّہ یہ کہ لارڈ میکالے کے جس نظامِ تعلیم کو جاری کیا گیا اس میں سرے ہی سے اسلامی تعلیم کی کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی۔ جو اسکول اور کالج کھولے گئے اس میں بھی ہر مسلمان کے لئے داخلہ کی گنجائش نہیں رکھی گئی۔ انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوئل میں جید علماء و مشائخ اہلسنّت نے مسلمانوں کو جہالت اور کس مپرسی کے حالات سے نکال کر فلاح ونجات کی راہ پر نئے سرے سے گامزن کرنے کے لئے ملک کے طول وعرض میں تعلیمی مراکز قائم کئے جن کی تفصیل نہ ہمارا موضوع ہے نہ معارفِ رضا کے صفحات اس کے متحمل ہوسکتے ہیں لیکن جن مشہور شہروں میں مدارس دینی قائم کئے گئے اور جہاں دوبارہ علومِ نبوی (علیٰ صاحبہا الف الف مرۃ التحیۃ والثناء) کے گلستان کھلائے گئے وہ یہ ہیں: دہلی، لکھنؤ، بدایوں، بریلی، حیدرآباد، رامپور، ٹونک، کانپور، سہارنپور، مراد آباد، ٹھٹھہ، ملتان، لاہور، پشاور، سیالکوٹ، بہاولپور وغیرہ۔ اُن مجاہد علماء ومشائخ کی فہرست بہت طویل ہے جنہوں نے بارگاہِ نبوی سے عطا شدہ کتاب وحکمت کے چراغ کی روشنی سے نئے چراغ جلائے۔ محض تبرک کے لئے چند کے اسمائے گرامی تحریر کئے جاتے ہیں:

علامہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدثِ دہلوی، علامہ مولانا شاہ فضلِ رسول بدایونی، علامہ شاہ عبدالقادر محبِ رسول بدایونی، علامہ عبدالعلی فرنگی محلی، علامہ عبدالحق ابن فضلِ حق خیرآبادی، علامہ ارشاد حسین مجددی رامپوری، علامہ مولانا لطف اللہ ٹونکی، علامہ مولانا احمد حسین کانپوری، علامہ مولانا ہدایت اللہ جونپوری، حاجی سید صوفی عابد حسین شاہ صاحب قادری سہارنپوری بانیٔ دارالعلوم دیوبند (بمطابق حقیقی و جدید تحقیق)، علامہ مولانا نقی علی خاں بریلوی، امام احمد رضا خاں بریلوی قدست اسرارھم۔

اس طویل تمہید سے بتانا یہ مقصود ہے کہ علمائے اسلام نے ہر دور میں قرآن وحدیث اور اس سے مستنبط علوم کی مشعل کو جلائے رکھا اور اس سے نہ صرف خود منور ومستنیر ہوئے بلکہ دیگر اقوام کو بھی جہالت کے اندھیروں سے نکالا۔ ان ادوار میں مدارسِ دینیہ کے منتظمین نے سازگار اور ناسازگار دونوں حالات میں نہایت استقلال واستقامت اور ذکاوت وذہانت کے ساتھ ابلاغ وتبلیغِ علمِ نافع کے تمام موجود وسائل سے استفادہ کیا اور وقت و ضرورت کے اعتبار سے نصابِ تعلیم میں مناسب ترمیم و اضافہ کرتے رہے۔ ہمارے اسلاف کرام نے نامساعد سے نامساعد حالات اور کس مپرسی اور بے چارگی میں بھی شمعِ علم کو بلند سے بلند تر رکھنے کی سعی فرمائی اور کسی ظالم و جابر سلطان یا استعماری طاقت والے حکمرانوں کو بھی اسے بجھانے کی جرأت نہ ہوسکی۔ آج تنظیم المدارس کے تحت جتنے مدارسِ اسلامی ہیں ان کے منتظمین بھی انہی اسلافِ کرام کی وراثت کے امین ہیں۔ ان شاء اللہ یہ چراغِ راہِ ہدایت تا صبحِ قیامت یونہی فروزاں رہے گا۔ امریکہ ویورپ کی طاغوتی قوتیں یا ان کے گماشتہ ہمارے مدارس کے نظام کو نہ کبھی پہلے ختم کرسکے ہیں اور ان شاء اللہ نہ کبھی ختم کرسکیں گے۔ ہمارے بزرگوں کی یہ استقامت فی الدین اور یہ قیادت وسیادت، اسلامی افکار پر مبنی مدارس کی تعلیم وتربیت ہی کا نتیجہ تھی جس کی بناء پر انہوں نے ہر زمانے میں ہر شعبۂ زندگی کے تمام چیلنجز کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کا نتیجہ خیز فریضہ انجام دیا۔

لہٰذا ہمیں آج کے ناگفتہ بہ حالات میں ہر للکار کا مقابلہ کرنے

کے لئے اپنے اسلاف کرام کے طرزِ عمل اور روش کو اپنانے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں چند معروضات تنظیم المدارس اور اس کے زیرِ اہتمام قائم مدارس کے اربابِ بست و کشاد کی خدمت میں پیش کی جارہی ہیں، گر قبول افتد زہے عز و شرف!

۱۔ ہم سب جانتے ہیں کہ اتحاد میں بڑی قوت ہے۔ اس وقت ہم اہلِ سنت کا باوقار اور آبرومندانہ تشخص اہلِ سنت کے اپنے اتحاد میں مضمر ہے۔ تنظیم المدارس کے اربابِ حل و عقد نے اس راز کو پالیا (گرچہ دیر آید درست آید) اور انہوں نے ۳۰ راگست ۲۰۰۵ء کو جناح کنونشن اسلام آباد میں ۳۰۰۰ سے زیادہ سربراہانِ مدارسِ اہلسنّت، علماءِ کرام، مشائخ عظام، زعماءِ ملّت، ماہرینِ تعلیم، اہلِ فکر و دانش کو تنظیم المدارس کی عالمی کانفرنس میں ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے اپنی قیادت کی قائدانہ اور مدبرانہ صلاحیت کا بھرپور مظاہرہ کر کے اجتماعیت اور اتحاد کی خشتِ اول رکھنے میں جو کامیابی حاصل کی ہے وہ بہت خوش آئند ہے اور اس کے لئے ان کی پوری ٹیم مبارکباد کی مستحق ہے، **اللھم بارك لهم وايدهم بروح القدس**۔ اس عظیم الشان کنونشن میں ملک و بیرونِ ملک کی فاضل شخصیات نے جن موضوعات پر فکر انگیز خطاب فرمایا اور مقالہ جات پڑھے وہ درج ذیل ہیں:

☆ ''تنظیم المدارس'' کا تاریخی پسِ منظر (قیام، ارتقاء اور خدمات)
☆ دینی مدارس اور عصرِ حاضر کے چیلنجز کا ادراک اور حکمتِ عملی
☆ روشن خیالی اور اعتدال پسندی، دہشت گردی اور مدارسِ دینیہ
☆ جنوبی ایشیاء میں دینی مدارس کا تاریخی پسِ منظر، دینی و علمی خدمات
☆ فروغِ علم و دانش میں مدارسِ دینیہ کا کردار
☆ دینی مدارس کے فضلاء کا تعلیم، سیاست، عدلیہ، انتظامیہ اور مقننہ میں کردار
☆ خانقاہی نظام اور دینی مدارس کا باہمی ارتباط
☆ دینی مدارس کے نصاب میں عصری علوم کا امتزاج
☆ دینی علوم کی ترویج و اشاعت اور مسلم حکومتوں کے فرائض
☆ تشکیلِ پاکستان میں مدارسِ دینیہ کا درخشندہ کردار
☆ دینی مدارس کے نصاب میں تبدیلی کے لئے غیر ملکی دباؤ کا جائزہ
☆ دینی مدارس کی علمی و فکری نہج اور حریت فکر و عمل کا تحفظ

ہم رجائیت پسند ہونے کے ساتھ عملیت پسند بھی ہیں لہٰذا ہم چاہتے ہیں ایجنڈے کے مقاصد کے حصول کے لئے عملی قدم فوری طور سے اٹھائے جائیں ورنہ حکومت کے اربابِ حل و عقد خصوصاً اسٹیبلشمنٹ اور دیگر وفاقِ مدارس خاص کر ''وفاق المدارس'' جس کی جان پر سب سے زیادہ بنی ہے، انہوں نے اپنی بساط الگ بچھائی ہوئی ہے، وہ پسِ پردہ اپنی شاطرانہ چالیں چل رہے ہیں اور ہم اہلِ سنت کی مدتوں کی بدنظمی، سہل پسندی اور بے حسی کا اپنی خفیہ کمین گاہوں سے جائزہ لے کر یہ مصرعہ گنگنا رہے ہیں:

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو؟

ہماری تجویز ہے کہ ملکی اور صوبائی سطح پر اس قسم کے اجتماعات ایک ٹائم فریم (ماہ و سال) اور ایجنڈے کے پابندی کے ساتھ ہوتے رہنے چاہئیں تاکہ اہلِ سنت کے زعماء کی رگوں میں حرکی قوت کی روانی (مومنٹم) برقرار رہے اور اہلِ سنت کی متحدہ قوت ٹوٹنے نہ پائے۔

۲۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے مدارس اپنے اسلاف کی علمی، دینی و تحقیقی میراث کی حفاظت کرتے ہوئے عصرِ حاضر کے جدید مسائل اور تحریکوں کا مطالعہ کریں اور ایک جامع قلیل المیعاد اور طویل المیعاد لائحۂ عمل تشکیل کر دیں۔ اس کی حتمی منظوری سے قبل اہلِ سنت کے اہلِ فکر و نظر حضرات کو ان کی رائے اور تجاویز کے لئے پیش کیا جائے۔ پھر اس کی روشنی میں اسے حتمی شکل دے کر عمل درآمد کی کوشش فوری طور پر شروع کر دی جائے۔

۳۔ تنظیم المدارس کی مجلسِ شوریٰ کی ہیئت میں مناسب تبدیلی کر کے علماء اور مدارس کے ناظمین کے علاوہ مختلف شعبہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے اہلِ سنت کے افراد کو نمائندگی دی جائے تاکہ ان کی مشاورت سے عصرِ حاضر کے چیلنجز کا مقابلہ مناسب اور نئی حکمتِ عملی سے کیا جا سکے۔ مثلاً جدید تعلیم یافتہ ماہرِ تعلیم (Educationist)، بزنس ایڈمنسٹریٹر، ماہرِ قانون، ریٹائرڈ اعلیٰ آرمی آفیسر، صحافی، دورِ حاضر کا ایک معروف محقق، ماہرِ عمرانیات، یونیورسٹی کا (ریٹائرڈ) وائس چانسلر،

ٹیکنوکریٹ، خصوصی تعلیم (Special Education) کا ماہر، ماہر نفسیات، ریٹائرڈ بیوروکریٹ، سائنٹسٹ، وغیرہ۔

۴۔ ہمارے بعض مدارس نے خواتین کی فیکلٹی بھی قائم کی ہے جہاں انہیں علومِ اسلامی کی باقاعدہ تعلیم دی جارہی ہے اور عالمہ کورس کروایا جارہا ہے۔ اس صورتحال کے پیشِ نظر اور خواتین میں علومِ اسلامی کی تعلیم کے فروغ اور انہیں بہتر تعلیمی، علمی اور تحقیقی ماحول مہیا کرنے کے لئے خواتین کی بھی ایک تنظیم بنائی جائے جو خواتین کی تعلیمی ضروریات اور نصابی سرگرمیوں پر مناسب مشورہ دے سکے۔ ملک کے طول و عرض میں اغیار کے بے شمار ادارے/خواتین کو اسلامی علوم سے بہرہ ور کرنے اور ان میں تحریر و تقریر، تصنیف و تحقیق کا ذوق پیدا کرنے کے لئے قلیل المیعاد اور طویل المیعاد کورسز کرا رہے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں ہمارے ادارے نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ماں، بچہ کی پہلی اور دیرپا تربیت گاہ کی حیثیت رکھتی ہے لہٰذا یہ عصرِ حاضر کی اہم ضرورت ہے اور اس طرف خصوصی توجہ دی جانی چاہئے۔

۵۔ ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے اہلِ سنت کے مدارس کی بکھری ہوئی قوت کو مجتمع کرنے اور انہیں تنظیم المدارس کے دائرہ کار میں لانے کے لئے بھرپور کوشش کی جانی چاہئے۔ اس کے لئے ہر صوبہ کے دور دراز مقامات کا تفصیلی دورہ کیا جائے اور ایسے مدارس کے کوائف جمع کئے جائیں جو ابھی تنظیم المدارس کے رکن نہیں بنے اور جنہوں نے ابھی تک رجسٹریشن نہیں کروائی ہے اور ان کا ایک علیحدہ اجلاس بلوا کر انہیں رکنیت اور رجسٹریشن کے فوائد سمجھا کر اپنے دائرہ کار میں داخل کروایا جائے۔

۶۔ یہ بات روزمرہ کے مشاہدہ میں ہے کہ تنظیم المدارس کے فارغ التحصیل طلباء عربی و فارسی میں گفتگو و تحریر کی صلاحیت سے محروم ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں تجویز ہے کہ

(الف) انہیں بالمباشرہ طریقۂ تدریس (direct method) کے ذریعہ عربی و فارسی ادب کی تعلیم دی جائے اور اس کے لئے قدیم و جدید عربی و فارسی کے ماہر اساتذہ کا تقرر کیا جائے۔ قرآن، تفسیر اور حدیث کی تعلیم بھی صرف عربی زبان میں دی جائے اور سوالات و جوابات بھی عربی میں ہوں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ انہیں اصل کتب شروع کرانے سے قبل تین ماہ کا عربی/ فارسی زبان کا کورس کرایا جائے جس سے وہ عربی/ فارسی سمجھنے اور بولنے پر ایک حد تک قادر ہو جائیں۔

(ب) ہر مدرسہ میں عربی بول چال/ فارسی بول چال کا ایک کلب ہو جہاں ہفتہ میں کم از کم ایک دن طلباء کا اجتماع ہو۔ اس میں صرف عربی/ فارسی میں گفتگو یا اظہارِ خیال کی اجازت ہو اور اس کی نگرانی ماہر استاد کریں تا کہ جہاں غلطی ہو وہاں درست کردی جائے۔ اس سلسلہ میں لائبریری میں انہیں جدید عربی/ فارسی کے اخبارات و رسائل اور کتب مطالعہ کے لئے مہیا کی جائیں۔ مہینے میں ایک بار ارتجالاً (Extemprore) تقریری مباحثہ ہو۔ ہر تین ماہ بعد مضمون/ مقالہ نویسی کا مقابلہ ہو۔ سال میں ایک بار مقالاتی نشست ہو، جس میں طلباء اپنے لکھے ہوئے مقالے پڑھیں۔ ان میں اول، دوم، سوم آنے والے طلباء کو خصوصی انعامات/شیلڈ/تعریفی اسناد دیئے جائیں۔

(ج) وسائل اجازت دیں تو جامعہ ازہر شریف، قاہرہ سے جدید عربی کی تعلیم کے لئے اساتذہ بلوائے جائیں۔ کم از کم بڑے دارالعلوم میں ان کا تقرر ضرور کیا جائے۔

۷۔ مدارسِ اسلامیہ کے فیوض و برکات مسلم معاشرے پر مسلّم ہیں۔ ان سے انکار بجا طور پر کفرانِ نعمت ہوگا۔ ان مدارس نے مادیت اور صارفیت کی لائی ہوئی خودغرضی اور اقدار شکنی کی مدافعت کی اہم ذمہ داری بطریق احسن نبھائی ہے۔ جنگِ آزادئ ہند ۱۸۵۷ء کا ہراول دستہ یہی علماءِ کرام اور ان کے مدارس کے فارغ التحصیل و زیرِ تحصیل علم طلبہ ہی تھے جس کی پاداش میں لاکھوں مدارسِ دینیہ کو ویران کیا گیا اور ہزاروں علماء و طلباء کو تختۂ دار کی زینت بنایا گیا۔ پھر تحریکِ پاکستان میں یہی مدارس کے فارغین علماء تھے جنہوں نے سنّی کانفرنس اور مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے بھرپور اور بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس کے علاوہ اس بات کا اعتراف معاشرے کے ہر طبقہ بلکہ بین الاقوامی برادری کو بھی ہے کہ مدارسِ اہلسنّت کے طلباء سکون

اور نظم وضبط کے پابند ہوتے ہیں اور یکسوئی سے تعلیم حاصل کرتے ہیں، کسی قسم کی ہنگامہ آرائی یا دہشت گردی میں ملوث نہیں ہیں جبکہ اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے طلباء آئے دن نظم وضبط کی خلاف ورزی اور اپنے ہی اساتذہ اور جامعہ کے خلاف ہنگامہ آرائی بلکہ توڑ پھوڑ کے مرتکب ہوتے ہیں، لیکن ان سب کے باوجود امتدادِ زمانہ کا اثر ہمارے دینی مدارس پر اس طرح ضرور نظر آتا ہے کہ وہ بتدریج معاشرہ کی عملی اور حرکی زندگی سے کنارہ کش اور دور تر ہوتے گئے اور ان کے فارغین مسجد و مدرسہ میں محصور ہوگئے۔ برصغیر پاک و ہند کے معروف ماہرِ تعلیم سید حامد صاحب، چانسلر ہمدرد یونیورسٹی، نئی دہلی، مدارسِ دینیہ کے نصاب کا تجزیہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> ''مستثنیات کو چھوڑ کر وہ ان تیز رفتار تبدیلیوں سے جو سائنسی اور ٹیکنالوجی کی ترقیات کی بناء پر آئے دن رونما ہو رہی تھیں، بے خبر رہ گئے۔ نہ تو مدارس کے نصاب نہ ان کے اندر رائج طریقِ تدریس میں وہ تبدیلیاں ہوسکیں جو انہیں عام نظامِ تعلیم سے ہم آہنگ اور ہم قدم کرسکیں اور جن کی بنیاد پر ان کے فارغین تلاشِ معاش کے لئے وسیع دنیا میں اعتماد کے ساتھ نکل سکیں اور غیر دینی تعلیمی اداروں کے فارغین کا مقابلہ کرسکیں۔ گذشتہ چند صدیوں میں طریقِ تدریس میں بڑی تبدیلیاں ہوئی ہیں ان سے بھی ہمارے دینی مدارس بالعموم بے خبر اور بے اثر رہے۔'' [1]

اس لئے اب حالاتِ حاضرہ کا تقاضا یہ ہے کہ مدارس کے نصاب میں دینی عنصر کو بتمام وکمال محفوظ رکھتے ہوئے اور انہیں چھیڑے بغیر اہم اور کارآمد جدید مضامین شامل کرلئے جائیں۔ اب جبکہ اکیسویں صدی کا سورج اپنے تمام تر نئے تقاضوں کے ساتھ طلوع ہو چکا ہے اور دنیا برق رفتاری کے ساتھ ایک ''گلوبل ولیج'' میں سمٹ رہی ہے، پرنٹ و الیکٹرونک میڈیا (اخبارات، ٹی۔وی، ریڈیو) کمپیوٹر، ویب سائٹ، موبائل فون کی نت نئی ایجادات نے اطلاعات تک رسائی آسان کردی ہے، تحقیقی اور تصنیفی مشاغل کو آسان بنادیا ہے، ایسے حالات میں دینی مدارس کے پورے تعلیمی نظام اور نصاب دونوں میں ترمیم و اضافہ ناگزیر ہوگیا ہے تا کہ فارغ التحصیل طلباء تعلیم کے ذریعہ پاکستانی معاشرے کے ایک مفید فرد بن سکیں بلکہ ایک صالح معاشرہ کے فروغ اور اسے تعلیمی، روحانی اور اخلاقی پس ماندگی کے دلدل سے نکالنے میں کلیدی کردار ادا کرسکیں۔

اگر چہ تنظیم المدارس کے اربابِ حل وعقد یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ ان سے ملحقہ متعدد مدارس نے بعض اسکول، کالج اور یونیورسٹی کی سطح کے جدید علوم اور کمپیوٹر کورسز کو نصاب میں شامل کرلیا ہے لیکن اگر حقیقتِ حال کو دیکھا جائے تو یہ محض بعض بڑے مدارس کی انفرادی کوششیں ہیں لیکن منظم اور متفق (Uniform) طور پر ایک جامع نصاب کا اجراء ہنوز تشنۂ تکمیل ہے۔ ہماری تجویز یہ ہے کہ علامہ ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم مصباحی صاحب، صدر شعبۂ علومِ اسلامیہ، جامعہ ہمدرد، ہمدرد نگر، نئی دہلی نے ''عربی و فارسی بورڈ'' صوبہ اتر پردیش، انڈیا، کے درجاتِ عالیہ کے لئے جو جامع نصاب تیار کیا ہے اور جو یو۔پی حکومت کا منظور شدہ ہے، تنظیم المدارس کے اربابِ حل وعقد اس کا مطالعہ کریں اور مناسب سمجھیں تو ملکی تعلیمی نظام کے تقاضوں کے مطابق ردوبدل کر کے اس کو نافذ کردیں۔ نصاب کے اعتبار سے یہ ایک نہایت متوازن اور جامع دستاویز ہے۔ اس کی چند خصوصیات یہ ہیں:

(الف) نصاب کی تیاری میں ہمدرد یونیورسٹی، نئی دہلی، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی، الہ آباد یونیورسٹی، لکھنؤ یونیورسٹی، ندوۃ العلماء لکھنؤ، جامعہ اشرفیہ مبارکپور، جامعہ سلفیہ بنارس اور دارالعلوم دیوبند کے علاوہ اتر پردیش کے کئی دیگر اہم مدارس اور اہلِ علم حضرات سے رابطہ قائم کیا گیا۔ پھر ۶۵ منتخب علماء اور دانشوروں نے دو (۲) روزہ ورک شاپ (منعقدہ ۲۵، ۲۶/ستمبر ۲۰۰۰ء لکھنؤ اور ۹، ۱۰/اکتوبر ۲۰۰۰ء، دہلی) میں باہمی بحث وتمحیص اور طویل مشوروں کے بعد سماجی علوم، انگریزی، ہندی، اردو، اور ابتدائی سطح کی ریاضی اور دیگر پیشہ وارانہ تعلیم کی شمولیات کے ساتھ مذکورہ نصاب کو آخری شکل دی جسے صوبائی حکومت اتر پردیش نے اپنے ایک اعلامیہ مورخہ ۶/جولائی ۲۰۰۱ء کے ذریعہ نصاب کی منظوری اور نفاذ کا آرڈر جاری کیا۔

(ب) یہ نصاب سنی اور شیعہ تمام طلبہ کے لئے ہے۔ دینیات کے مضامین کے علاوہ باقی تمام مضامین سب کے لئے یکساں اور تمام

[1] غلام یحییٰ انجم، ڈاکٹر، نصابِ تعلیم، باہتمام: جامعہ ہمدرد، نئی دہلی، ص: ۷

مکاتیبِ فکر کا متفقہ نصاب ہیں۔

(ج) یہ نصاب درجاتِ عالیہ کا ہے جس میں مولوی، عالم، کامل اور فاضل کے امتحانات شامل ہیں۔

(د) یہ نصاب درجاتِ فوقانیہ کے بعد پڑھایا جائے گا اور مکمل نو سال اس کی تدریس ہوگی۔ اس طرح معیار اور وقت کے لحاظ سے دینی مدارس کے طلبہ کسی طرح عصری جامعات سے ایم۔اے کی سند حاصل کرنے والے طلباء سے کم نہ ہوں گے۔

(ہ) اس نصاب کے علاوہ جو مدارس درسِ نظامی کا مکمل اسلامی نصاب پڑھانا چاہئیں تو وہ اس تعلیم کو درجاتِ عالیہ کے امتحان کے بعد بھی جاری رکھ سکتے ہیں۔

(و) نصاب سازی میں دینی مدارس کی مناسبت سے دینی تعلیم کی حیثیت نہ صرف برقرار رکھی گئی ہے بلکہ ہر امتحان میں دینی علوم کو لازمی مضمون کی حیثیت سے شامل کیا گیا ہے۔

(ز) زیرِ نظر نصاب موجودہ حالات کے تناظر میں ایک جامع نصاب ہے اس لئے کہ اِن میں وہ موضوعات بھی شامل ہیں جو تنظیم المدارس کے موجودہ نصاب میں نہیں ہیں۔ مثلاً اسلام اور فلسفہ، فلسفۂ جدید، اسلام اور سائنس، علمِ کلام وتصوف، فلسفۂ اخلاق، تحقیقی مطالعہ، عربی ادب (قدیم و جدید)، فارسی ادب (قدیم و جدید) معہ ترجمہ، مطالعۂ مذاہب وادیان، وغیرہ۔

۸۔ ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش کی طرح تنظیم المدارس بھی ایک خودمختار امتحانی بورڈ بنائے جس کے تحت میٹرک سے لے کر ایم۔اے کے مساوی امتحانات ہوں۔ اس بورڈ کی گورنمنٹ آف پاکستان سے منظوری لی جائے۔ تنظیم کا کوئی عہدیدار اس کا ممبر نہ ہوتا کہ اس کے نتائج پر کوئی اثر انداز نہ ہوسکے۔ اس بورڈ میں مدارس کے علاوہ یونیورسٹی اور انٹرمیڈیٹ بورڈ کے بھی متعلقہ مضامین کے ماہرین لئے جائیں۔

۹۔ تحقیقی مقالہ نویسی کو بطورِ لازمی پرچہ نصاب میں شامل کرایا جائے اور مقالہ نویسی میں تربیت کے لئے صوبائی سطح پر ورک شاپ منعقد کئے جائیں جن میں نامور محقق اسکالرز سے تحقیقی مقالہ کی ہیئت، اس کی تکنیک، آؤٹ لائن کی تیاری اور اس کی اہم خصوصیات پر لیکچر دلوانے کا اہتمام کیا جائے اور ورک شاپ میں طلباء کے علاوہ وہ اساتذہ بھی شریک ہوں جن کے ذمہ تحقیقی مقالہ لکھنے لکھوانے کا کام سپرد ہے۔

ہم نے الشہادۃ العالمیہ میں لکھے ہوئے بعض مقالات پڑھے ہیں۔ (بڑی معذرت کے ساتھ) ہمارا مشاہدہ ہے کہ ۹۹رفیصد طلباء تحقیقی مقالہ لکھنے کے فن سے نابلد ہیں، ۸۵رفیصد طلباء دلائل کو منظم و منضبط طریقہ پر پیش کرنے سے قاصر اور اپنے مافی الضمیر کو صحیح الفاظ و محاورات کے ساتھ بیان کرنے کی صلاحیت سے محروم ہوتے ہیں۔

۱۰۔ اچھے معیاری دینی مدارس کو اسلامی یونیورسٹی کا درجہ دلوایا جائے۔ یہاں علومِ اسلامی کے علاوہ چند اہم سائنسی اور معاشرتی علوم کے شعبہ بھی قائم کئے جائیں۔ اسلامی کتب ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم صاحب کے مذکورہ نصاب کے مطابق (جہاں مناسب ہو ردّ وبدل کے ساتھ) پڑھائی جائیں۔ طلباء کو اس یونیورسٹی سے میٹرک کے بعد F.A، F.Sc، B.A، B.Sc اور M.A، M.Sc. تک تعلیم دی جائے۔ اس صورت میں اس یونیورسٹی سے فارغ شدہ طلباء/ طالبات دین کی اتنی سمجھ رکھ سکیں گے کہ معاشرہ میں اپنے، غیروں اور غیر مسلموں کے سامنے اعتماد سے گفتگو کرسکیں گے و نیز اسلام کی صحیح تعلیمات، عقائد اور حقانیت سے انہیں آگاہ کرسکیں گے۔ بعد میں کسی مرحلہ پر اس یونیورسٹی کو عالمی یونیورسٹی کا درجہ دینے کے لئے یہاں جامعہ ازہر شریف، قاہرہ، مصر یا معہد الاسلامی دمشق، سوریا کے نصاب کے مطابق اسلامی علوم کی ٹیکسٹ بکس پڑھائی جائیں اور بعض کلیات میں ان جامعات سے اساتذہ کا تقرر کیا جائے اور ان دونوں جامعات سے اس کا معادلہ کرایا جائے تا کہ ہمارے طلباء وہاں جا کر تعلیم حاصل کرسکیں۔

پھر جو طلباء دینی رجحان رکھتے ہیں اور دنیاوی علوم کی طرف زیادہ راغب نہ ہوں تو انہیں میٹرک/ انٹر سائنس کے بعد مکمل درسِ نظامی کی کتب پڑھائی جائیں۔

۱۱۔ علم دین کے فارغ التحصیل طلباء میں جو ذہین اور فطین ہوں انہیں قرآن وحدیث، تفسیر، فقہ وغیرہ میں تخصص کروایا جائے اور اس کا علیحدہ نصاب مرتب کروایا جائے، جو ادھر رغبت نہ رکھتے ہوں انہیں سماجی

علوم مثلاً سیاسیات، معاشیات، اسلامک بینکنگ، لاء کمپیوٹر وغیرہ میں پی.ایچ.ڈی کیلئے ترغیب دلائی جائے یا پھر انہیں ٹیکنیکل فن سکھایا جائے جس سے وہ ذریعۂ معاش میں خودکفیل ہوسکیں۔ اس طرح مستقبل میں ہم اہلِ سنت کو مختلف شعبہ ہائے زندگی کی لیڈرشپ میسر آسکے گی۔

۱۲۔ تنظیم المدارس کو فوج، اوقاف، ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی اور دیگر سرکاری اداروں میں تسلیم کروایا جائے۔ اس سلسلہ میں تنظیم المدارس کے اربابِ حل و عقد کا ایک وفد حقائق دریافت کرنے کے لئے ان تمام محکموں کے سربراہان سے ملاقات کرے اور ان سے اعداد و شمار حاصل کئے جائیں تاکہ اہلِ سنت کی فیصد ترجمانی کا پتہ چل سکے۔

۱۳۔ مدارسِ دینی میں دورانِ تدریس جدید تدریسی تکنیک، جدید آلات اور وسائل استعمال میں لاکر تدریس کو اپنے طلباء کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید، سودمند اور بارآور بنایا جائے۔ اس سے طلباء کا ذہنی افق زیادہ روشن اور وسیع ہوگا۔ مدارس کے اساتذہ کو بی.ایڈ پاس کرنے کی ترغیب دی جائے یا ان کی اس طرح کی تربیت کا اہتمام ریفریشر کورسز کے ذریعہ کیا جائے۔ اس کے لئے کالج اور یونیورسٹی کے شعبۂ تعلیم (Education) کے ماہر اساتذہ سے لیکچر دلوائے جائیں اور عملی تدریب (Training) بھی کی جائے۔

۱۴۔ تنظیم المدارس اپنی منصوبہ بندی میں امام احمد رضا کے دس نکاتی پروگرام کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنا مسلکی تشخص ہمیشہ برقرار رکھے، غیروں پر بھروسہ نہ کیا جائے، اپنے فیصلے خود کئے جائیں۔

۱۵۔ ہر صوبہ میں ایک ماڈل مدرسہ قائم کیا جائے۔ ابتدائی طور پر کراچی یا لاہور میں ایک ماڈل مدرسہ قائم ہو۔ حکومت سے اس سلسلہ میں مناسب فنڈ حاصل کیا جائے کیونکہ وہ ہمارے ہی ٹیکس کے پیسے ہیں نیز یہ کہ ہم اچھی تعلیم عام کرنے کے لئے حکومت کی معاونت کررہے ہیں۔

۱۶۔ تنظیم المدارس کے دائرہ کار میں شامل مدارس کے تنظیمی ڈھانچہ میں بھی اصلاح کی کوشش کی جائے۔ مدارس کو اداراتی (Institutional) بنیاد پر چلانے کی سوچ پیدا کی جائے، ذاتی جائیداد یا خاندانی میراث کے نظریہ کے فروغ اور چلن کی ہمت شکنی کی جائے۔ صاحبِ استعداد، تجربہ کار باصلاحیت افراد کو اہتمام کی مسند پر بٹھایا جائے، اگر اداراتی دائرہ کار اور قواعد و ضوابط میں رہتے ہوئے کسی بانی مدرسہ کی اولاد استعداد، کارکردگی اور صلاحیت کی بنیاد پر منصبِ اہتمام پر فائز ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن یہ استثناء ہوگا، اسے اصول نہ بنایا جائے۔ علم کی وراثت اہل کے لئے ہے، یہ کسی کی ذاتی میراث نہیں ہے۔

۱۷۔ ذہین اور قابل طلباء کی صلاحیتوں کا عملی طور پر اعتراف کیا جائے۔ انہیں بیش بہا وظائف، اسناد سے نوازا جائے اور فارغ التحصیل ہونے پر انہیں ان کی صلاحیتوں کے معیار کے مطابق تخصص، تحقیق و تصنیف یا ایڈمنسٹریٹو (تنظیمی) ذمہ داریوں پر لگایا جائے۔

۱۸۔ امام احمد رضا اور ان کے دیگر خلفاء اور متوسلین کی معرکۃ آلاراء کتب مثلاً فتاویٰ رضویہ، جامع الاحادیث، الدولۃ المکیہ، دوام العیش، المحجۃ المؤتمنہ، تمہید ایمان، حدائقِ بخشش اور اس کی شرح، ان کی سیرت اور کارناموں پر لکھی ہوئی کتب (ایم۔فل اور پی۔ایچ۔ڈی کے شائع شدہ مقالات) مثلاً حیاتِ مولانا احمد رضا خاں بریلوی، حیاتِ محدثِ اعظم پاکستان، حیاتِ صدرالشریعہ، امام احمد رضا اور ردِّ بدعات، امام احمد رضا کا نظریۂ تعلیم، السواد اعظم اور تحریک آزادیٔ ہند، الشیخ احمد رضا خاں شاعراً عربیاً وغیرہ، سیاسیات، عمرانیات اور ادب سے تعلق رکھنے والی کتب کو درسِ نظامی میں شامل کیا جائے۔ ان کتابوں و مقالہ جات سے منتخبات تیار کئے جائیں، انہیں ایڈیٹ کرکے نصابی کتاب کی صورت میں درسِ نظامی کے طلباء کو پڑھایا جائے۔

ہم نے یہ چند معروضات جذبۂ خلوص کے تحت پیش کی ہیں اس لئے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ تنظیم المدارس کی موجودہ قیادت نے اپنے اس عزم بالجزم کا اظہار کیا ہے کہ وہ مدارسِ اسلامی کی میراث کی پروقار اور بھرپور طریقے پر حفاظت کرتے اور اکیسویں صدی کے تقاضوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے مدارسِ اسلامی کے تعلیمی معیار کو مزید ترقی اور نکھار کی طرف گامزن کرے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ ہم اہلِ سنت کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

مشّاطہ را بگو کہ بر اسبابِ حسنِ یار
چیزی فزوں کند کہ تماشا بما رسد

معارفِ قرآن
من افاضاتِ امام احمد رضا

تفسیرِ رضوی سورۃ البقرۃ

مرتبہ: علامہ محمد حنیف خاں رضوی*

گزشتہ سے پیوستہ

ایمان یہ ہے کہ جو کچھ نبی ﷺ اپنے رب کے پاس سے لائے، سچے دل سے اس سب کی تصدیق کرنا، ماننا، گرویدہ ہونا۔ بعض گمراہوں نے جو یہ کہا کہ ایمان سچا سمجھنے کو کہتے ہیں، یہ اس ایمان کے معنی ہوں گے جس کے وہ مدعی ہیں ورنہ فقط سچ سمجھنا ہرگز ایمان کے لئے کافی نہیں۔ ہزاروں یہود و نصاریٰ بلاشبہ حضور اقدس ﷺ کو سچا نبی دل میں سمجھتے تھے، مگر ایمان سے حصہ نہ تھا۔

مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے: یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ (البقرہ۔۲/۱۴۶)

یہ اہلِ کتاب اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ بیٹے میں احتمال ہے شاید عورت نے خیانت کی ہو، اور حضور ﷺ کی رسالت میں کوئی شک نہ تھا۔

مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے: جَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَیْقَنَتْهَاۤ اَنْفُسُهُمْ (النمل۔۲۷/۱۴)

جان بوجھ کر مکرتے اور دلوں میں خوب یقین تھا۔

اور فرماتا ہے: وَقَدْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ۔ (البقرہ۔۲/۸۹) اور بیشک اس نبی کے ظہور سے پہلے لڑائیوں میں اس کے صدقہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے، کہ الٰہی اس نبی آخر الزمان کا صدقہ ہمیں ان پر فتح دے۔ پھر جب وہ جانا پہچانا نبی تشریف لایا منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت کافروں پر۔

یہودی بادشاہ خیبر نے اپنے بھائی سے کہ دونوں عالمِ یہود تھے پوچھا، محمد ﷺ کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟ بولا خدا کی قسم یہ وہی نبی ہیں جن کی بشارت موسیٰ نے دی تھی، کہا: پھر تو اپنے دل کو ان کی طرف سے کیسا پاتا ہے؟ کہا: خدا کی قسم! پہلے سے زیادہ عداوت پر، کہا: اپنا بھی یہی حال ہے۔ یہ حال ان سچ سمجھنے والوں کا تھا، یقیناً سچ سمجھتے تھے اور یقیناً کافر تھے۔ مسلمانو! ان تباہ کنندگانِ ایمان سے پرہیز کرو، جو ترجمۂ قرآن کریم کا نام کریں اور ایسی الٹی سمجھائیں کہ ایمان ہی کا پتا نہ رہے۔ ایمان میں سچا ماننا فرو (کمتر درجہ) ہے۔ یہ بھی سمجھے کہ اس قائل نے ماننے سے عدول کیوں کیا؟ اس میں بڑی حکمت ہے۔ اس کا پیشوائے مذہب اسمٰعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں جابجا لکھ گیا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مان، اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔ سب نبی اتنی ہی بات سمجھانے آئے تھے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ ماننے۔ جب یہ ان لوگوں کا اعتقاد ہے تو وہ ایمان کے معنی ماننا کیسے لے سکتے ہیں کہ ایمان تو رسول پر لانا پڑے گا اور ان کا مذہب یہ ہے کہ رسول کو ماننا محض خبط ہے، لہٰذا ان ہی کی تقلید سے فقط سمجھنے پر اکتفا کی۔

(۴) وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ (البقرہ۔۲/۴)

اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب! تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا اور آخرت پر یقین رکھیں۔

﴿۳﴾ امام احمد رضا محدثِ بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں

غیب پر ایمان لانے کا حکم فرمایا، غیب اسے کہتے ہیں جس تک عقل (حواس) کی رسائی نہ ہو۔ ایسی بات بغیر نبی کے بتائے معلوم نہیں ہوسکتی، نبی کو نبی اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ غیب کی خبریں ارشاد فرماتا ہے۔ جنت و نار، حشر و نشر، عذاب و حساب و کتاب و ملائکہ وغیرھم ہزاروں غیوب ہیں جن پر ایمان لانے کا حکم ہے اور ایمان اسی وقت مقبول ہے کہ ان پر بے مشاہدہ ایمان لائے۔ وقتِ نزع جب سینہ پر دم آتا ہے اور حالاتِ غرغرہ پیدا ہوتی ہے اس وقت پردے اٹھادیئے جاتے ہیں، یہ چیزیں پیشِ نظر ہوجاتی ہیں، اس وقت کا ایمان مقبول

* محقق رضویات و پرنسپل جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف

نہیں، کہ حکم تو غیب پر ایمان لانے کا تھا۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل اپنے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واسطے سے ہر مسلمان کو غیب کا علم دیتا ہے، غیب پر ایمان کا حکم ہے اور ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے۔ جو بات (علم ہی میں) نہیں اس کی تصدیق کیوں کر ہوسکتی ہے، تو یہ آیت بھی وہابیہ کا رد ہے۔ [۱]

یہاں سے نماز کی عظمت ظاہر ہوئی کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ایمان و ہدایت کے ساتھ اسے قرین کیا۔ اسی لئے حدیث میں ارشاد ہوا کہ:

الصلوٰۃ عماد الدین، فمن اقامها فقد اقام الدین ومن ترکها فقد هدم الدین۔ نماز دین کا ستون ہے، جس نے اسے قائم کیا اس نے اپنا دین قائم کیا اور جس نے اسے چھوڑا اس نے اپنا دین ڈھایا۔

اس خرچ کرنے سے مراد زکوٰۃ ہے۔ یہ دینِ اسلام کا نماز کے بعد دوسرا رکن ہے۔ بتیس جگہ قرآن مجید میں نماز کے ساتھ اسے ذکر فرمایا ہے۔ عبادت بدن سے ہوگی یا مال سے، اول کی سرتاج نماز ہے اور دوم کی سردار زکوٰۃ۔

ایمان کا ذکر فرما چکا تھا مگر وہ مجمل تھا۔ اب ایک صحیح معیار ارشاد فرماتا ہے جس میں سب کچھ تفصیلاً آجائے کہ اس قرآن کریم، خدا کی سب کتابوں پر ایمان لاؤ، کتبِ الٰہیہ تمام ایمانات کی تفصیل ہے، ان پر ایمان میں تفصیلاً سب پر ایمان ہو جائے گا۔

قرآن کریم جمیع مطالب کتب سماویہ پر مشتمل بلکہ جملہ ما کان و ما یکون کو حاوی ہے اور وہ خود **مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ** اگلی کتبِ سماویہ کی تصدیق فرمانے والا ہے۔ بایں ہمہ فرمایا گیا کہ ایمان لائیں اس پر بھی جو تم سے پہلے اترا، یہ مسلمانوں کے ایک خاص طبقہ کے لئے ہے کہ وہ اللہ کی سب کتابوں پر ایمان لاتے ہیں بخلافِ یہود کہ توریت کو مانتے ہیں، انجیل وقرآن کے منکر، نصاریٰ انجیل کو مانتے ہیں قرآن کے منکر، پھر واقعہ یہ ہے کہ اہلِ کتاب نے اللہ کی کتابیں بدل دیں، تحریفیں کردیں، گھٹادیا، بڑھادیا، تو کسی کو یہ شبہ ہو کہ اب ان کتابوں پر ایمان ضروری نہ رہا، تو ان پر ایمان ویسا ہی ضروری ہے، ان کے ہاتھوں کے تحریف ہونے سے کلام اللہ نہیں بدل گیا، ان کی نسبت یوں کہو کہ جو کچھ اس میں اللہ کا کلام ہے اس پر ہم ایمان لائے۔

(۵) أُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ☆

(۶) إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ☆

(۷) خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى أَبْصَارِهِمْ غِشٰوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ☆ (البقرہ۔۲/۵،۶،۷)

وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی مراد کو پہونچنے والے۔

بیشک وہ جن کی قسمت میں کفر ہے انہیں برابر ہے چاہے تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ، وہ ایمان لانے کے نہیں۔

اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر کردی اور ان کی آنکھوں پر گھٹاٹوپ ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

﴿۴﴾ امام احمد رضا محدثِ بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں

آخرت پر ایمان کا تین بار ذکر ہو چکا، غیب پر ایمان لاتے ہیں، آخرت غیب ہے، اگلی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں، اور ان میں ذکرِ آخرت ہے۔ اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں اور اس میں تو اس تفصیل کے ساتھ ہے کہ کسی کتاب میں نہیں۔ بایں ہمہ چوتھی بار تصریحاً اسے ارشاد فرمایا کہ تمام طبائع کو آخرت کا یقین ہی ایمان پر مستقیم رکھتا ہے اور اطاعت کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اللہ عزوجل لذاتہٖ مستحق عبادت ہے، اگر بالفرض عبادت پر کوئی ثواب موعود نہ ہو، اور اس کے ترک پر بھی کوئی عذاب نہ ہوتا بھی وہ مستحقِ عبادت ہے۔ توریت مقدس میں ہے، اس سے بڑھ کر ظالم کون جو بہشت کی خواہش یا دوزخ کے خوف سے میری عبادت کرے۔ کیا اگر میں بہشت و دوزخ نہ بناتا تو مستحقِ عبادت نہ تھا۔ مگر یہ صفت مردوں کی ہے، عام خلائق مثلِ اطفال ہیں، بھلائی کی طرف بلانے او برائی سے روکنے کے لئے لالچ دیا جاتا ہے اور ڈرایا دھمکایا جاتا ہے۔ لہٰذا آخرت پر ایمان بالتصریح جداگانہ فرمایا۔

﴿جاری ہے......﴾

[۱] اس قسم کے علمی نکات علم منطق سے متعلق ہیں اور مخالفین و معترضین علم منطق پڑھتے ہی نہیں، یہ صرف اعلیٰ حضرت کی شان ہے کہ انہوں نے منطق اس گہرائی و گیرائی سے پڑھا کہ منطق کے کئی اصول غلط قرار دیئے جو صدیوں سے مسلسل پڑھائے جا رہے تھے اور اب تک پڑھائے جا رہے ہیں مگر لکیر کے فقیر کی طرح، جبکہ اعلیٰ حضرت نے نہ صرف علم میں جدت پیدا کی بلکہ فن کے بھی مجدد ہیں۔ سبحان اللہ کیا شان تھی ان کے علم و فن کی۔ (علیم ظفر)

٦۔ شرک و کفر

مرتبہ: علامہ محمد حنیف خاں رضوی*

(۳) مشرک کی صحبت بری ہے

۸۵۔ عن سمرة بن جندب رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله ﷺ: مَنْ جَامَعَ الْمُشْرِكَ وَسَكَنَ مَعَهٗ فَاِنَّهٗ مِثْلُهٗ فتاویٰ رضویہ حصہ اول۔۹/۳۱

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: جومشرکوں کے ساتھ رہے وہ بھی انہیں جیسا ہے۔

۸۶۔ عن سمرة بن جندب رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله ﷺ: لَا تُسَاكِنُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَلَاتُجَامِعُوْهُمْ، فَمَنْ سَاكَنَهُمْ اَوْ جَامَعَهُمْ فَهُوَ مِثْلُهُمْ۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: مشرکین کی صحبت میں نہ رہو اور ان سے میل جول نہ رکھو، جس نے ان کی صحبت اختیار کی یا میل جول رکھا وہ انہیں کے مثل ہے۔۱۲م فتاویٰ رضویہ حصہ اول۔۹/۳۱

۸۷۔ عن أنس بن مالك رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله ﷺ: لَا تَسْتَضِيْئُوْا بِنَارِ الْمُشْرِكِيْنَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: مشرکین کی آگ سے روشنی حاصل نہ کرو۔۱۲م

فتاویٰ رضویہ حصہ اول ۹/۲۸۹

(۴) کفار ومشرکین کی معیت جائز نہیں

۸۸۔ عن قيس بن أبی حازم رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله ﷺ: اَلَا اِنِّیْ بَرِیٌٔ مِّنْ كُلِّ مُسْلِمٍ مَعَ مُشْرِكٍ، قَالُوْا: لِمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: لَا تَرَايَا نَارَهُمَا

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: میں بیزار ہوں اس مسلمان سے جو مشرکوں کے ساتھ ہو، مسلمان اور کافر کی آگ آمنے سامنے نہیں ہونی چاہئے۔

(۵) مشرکین سے عہد و پیمان نہ کرو

۸۹۔ عن عمرو بن العاص رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله ﷺ: لَاتُحَدِّثُوْا فِی الْاِسْلَامِ حَلْفًا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: اسلام میں کوئی حلف پیدا نہ کرو۔ ۱۲م

(۶) مشرک سے استعانت نہ کرو

۹۰۔ عن أم المؤمنين عائشة الصديقة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: قال رسول الله ﷺ: اِنَّا لَا نَسْتَعِيْنُ بِمُشْرِكٍ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: ہم مشرکین سے استعانت نہیں کرتے۔ فتاویٰ رضویہ ۶/۴۵۸

۹۱۔ عن حكيم بن حزام رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله ﷺ: اِنَّا لَانَقْبَلُ شَيْئًا مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: ہم مشرکین سے کچھ قبول نہیں کرتے۔

﴿۲﴾ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں

لہٰذا امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک نصرانی

---

* محقق رضویات و پرنسپل جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

غلام وثیق نامی سے کہ دنیوی طور کا امانت دار تھا، ارشاد فرماتے: **اسلم استعن بك علی امانة المسلمین۔** مسلمان ہوجا کہ میں مسلمانوں کی امانت پر تجھ سے استعانت کروں۔ وہ نہ مانتا تو فرماتے: ہم کافر سے استعانت نہ کریں گے۔ برکات الامداد ص: ۷

۹۲۔ عن حبیب بن یساف رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: اِنَّا لَانَسْتَعِيْنُ بَالْمُشْرِكِيْنَ عَلَی الْمُشْرِكِيْنَ۔

حضرت حبیب بن یساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم مشرکوں سے مشرکوں پر استعانت نہیں کرتے۔

۹۳۔ عن أم المؤمنین عائشة الصدیقة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا قالت: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ اِلٰی بَدْرٍ فَتَبِعَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَلَحِقَهٗ عِنْدَ الْجُمْرَةِ فَقَالَ: اِنِّیْ اَرَدْتُ اَنْ اَتْبَعَكَ وَاُصِيْبَ مَعَكَ، قَالَ: تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: اِرْجِعْ، فَلَنْ نَّسْتَعِيْنُ بِمُشْرِكٍ، قَالَ: ثُمَّ لَحِقَهٗ عِنْدَ الشَّجَرَةِ، فَفَرِحَ بِذٰلِكَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ لَهٗ قُوَّةٌ وَّجَلْدٌ. فَقَالَ: جِئْتُ لِاَتْبَعَكَ وَاُصِيْبَ مَعَكَ، قَالَ: تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: اِرْجِعْ، فَلَنْ نَّسْتَعِيْنُ بِمُشْرِكٍ، قَالَ: ثُمَّ لَحِقَهٗ حِيْنَ ظَهَرَ عَلَی الْبَيْدَاءِ، فَقَالَ لَهٗ: مِثْلِ ذٰلِك، قَالَ: تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَاخْرُجْ۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضور انور ﷺ بدر کو تشریف لے چلے، سنگستان وبرہ (کہ مدینہ طیبہ سے چار میل ہے) ایک شخص جس کی جرأت و بہادری مشہور تھی، حاضر ہوا۔ صحابہ کرام اسے دیکھ کر خوش ہوئے۔ اس نے عرض کی: میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ حضور کے ہمراہ رکاب رہوں اور قریش سے جو مال ہاتھ لگے اس میں سے میں بھی پاؤں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: کیا تو اللہ ورسول پر ایمان رکھتا ہے؟ کہا: ''نہ'' فرمایا: پلٹ جا، ہم ہرگز کسی مشرک سے مدد نہ چاہیں گے۔ پھر حضور تشریف لے چلے۔ جب ذوالحلیفہ پہونچے (کہ مدینہ طیبہ سے چھ میل ہے) وہ پھر حاضر ہوا، صحابہ کرام خوش ہوئے کہ واپس آیا، وہی پہلی بات عرض کی، حضور نے وہی جواب ارشاد فرمایا کہ کیا تو اللہ ورسول پر ایمان رکھتا ہے۔ کہا: ''نہ''، فرمایا: واپس جا، ہم ہرگز کسی مشرک سے مدد نہ لیں گے۔ پھر حضور تشریف لے چلے۔ جب وادی میں پہونچے، وہ پھر آیا۔ صحابہ کرام خوش ہوئے۔ اس نے وہی عرض کی۔ حضور نے فرمایا: کیا تو اللہ ورسول پر ایمان لاتا ہے؟ عرض کیا: ہاں، فرمایا: ہاں، اب چلو۔

حواله جات

۸۵۔ السنن لابی داؤد، کتاب الجهاد، ۱/ ۳۸۵
☆ کنز العمال للمتقی، ۱۱۰۲۹ ٤/ ۳۸۳
☆الجامع الصغیر للسیوطی، ۲/ ۵۲۳
☆ شرح السنة للبغوی، ۱۰/ ۳۷٤
۸٦۔ الجامع للترمذی، السیر، ۱/ ۱۹٤ ☆ المستدرك للحاكم، ۲/ ۱٤۱
۸۷۔ المسند لاحمد بن حنبل، ۳/ ۹۹ ☆ الدر المنثور للسیوطی، ۲/ ٦٦
☆کنزالعمال للمتقی، ٤۳۷۵۹، ۱٦/ ۲۱ ☆ تاریخ بغداد للخطیب، ۱/ ۲۷۸
☆التاریخ الکبیر للبخاری، ۱/ ٤۵۵ ☆ شرح معانی الآثار للطحاوی، ۲٦۳
☆السنن الکبری للبیهقی، ۱۰/ ۲۷
۸۸۔ الجامع للترمذی، ابواب السیر، ۱/ ۱۹۳
☆ السنن للنسائی، القیادة، ۲/ ۲۱۲ ☆المعجم الکبیر للطبرانی، ٤/ ۳۸٤
☆ السنن الکبری للبیهقی، ۸/ ۱۳۱ ☆کنز العمال للمتقی، ۱۱۰۳۱، ٤/ ۳۸٤
☆ التفسیر لابن کثیر، ٤/ ٤۱ ☆التفسیر للقرطبی، ۸/ ٦۳
☆ شرح السنة للبغوی، ۱۰/ ۳۷۳ ☆مجمع الزوائد للهثیمی، ۵/ ۳۵۳
۸۹۔ المسند لاحمد بن حنبل، ۲/ ۲۱۳
۹۰۔ السنن لابن ملجة، الاستعانة، ۲/ ۲۰۸ ☆ المسند لاحمد بن حنبل، ٦/ ٦۸
☆مشکل الآثار للطحاوی، ۳/ ۲۳۷ ☆ السنن لابی داؤد الجهاد، ۲/ ۳۷۵
۹۱۔ الجامع الصغیر للسیوطی، ۱/ ۱۵۲ ☆ المسند لاحمد بن حنبل، ۲/ ٤۰۳
☆المستدرك للحاكم، ۲/ ۱۲۲
۹۲۔ المسند لاحمد بن حنبل، ۳/ ٤۵٤ ☆ الجامع الصغیر للسیوطی، ۱/ ۱۵۲
۹۳۔ السنن لابن ماجه، الجهاد، ۲/ ۲۰۸ ☆ المسند لاحمد بن حنبل، ۷/ ۲۱٤
☆نصب الرایة المزیلعی، ۳/ ٤۲٤ ☆ اتحاف السادة، للزیلعی، ۷/ ۱۰۰

کن کن باتوں کی دعا نہ کرنی چاہئے

معارف القلوب
(گزشتہ سے پیوستہ)

مصنف: رئیس المتکلمین حضرت علامہ نقی علی خاں علیہ الرحمۃ الرحمن

شارح: امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

محشی: مولانا عبد المصطفیٰ رضا عطاری*

طفیل بن عمر دوسی نے اپنی قوم کی شکایت کی اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! دوس پر دعا کیجئے (۲۶۸)۔ فرمایا: **اللّٰھم اھد دوسا وأت بھم۔** "خدایا! دوس کو ہدایت فرما اور ان کو یہاں لے آ۔"

اسی طرح جب ثقیف (۲۶۹) کے پتھروں سے بہت مسلمان شہید ہوئے، صحابہ نے گزارش کی، ان پر دعا کیجئے۔ فرمایا: **اللّٰھم اھد ثقیفا** "خدایا! ثقیف کو ہدایت فرما۔"

جنگِ اُحد میں ظالموں نے دندانِ مبارک سنگ ستم سے شہید کیا اور کفار طائف نے حضور کے جسمِ نازنین پر اس قدر پتھر مارے کہ پاشنۂ مبارک خون سے آلودہ ہوئے (۲۷۰)۔ مگر ان پر دعائے ہلاک وخرابی نہ کی۔ حضور اگر چاہتے، وہ سب ہلاک ہو جاتے۔

عطیہ: اِنَّ اللّٰـهَ لَايُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ○ (۲۷۱) کی تفسیر میں کہتے ہیں: معتدین سے وہ لوگ مراد ہیں جو لوگوں کے کوسنے میں حد سے بڑھتے اور کہتے ہیں اللہ ان کو خوار کرے، اللہ ان پر لعنت کرے۔

مولانا یعقوب چرخی آیۂ کریمہ فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ (۲۷۲) کی تفسیر میں لکھتے ہیں: نصیب عارف کا یہ ہے کہ بلاؤں میں صبر کرے اور منکروں کے انکار سے متغیر نہ ہو، بلکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرے، کہ فرماتے تھے۔ **اللّٰھم اھد قومی فانھم لایعلمون○** "خدایا! میری قوم کو ہدایت فرما کہ وہ جانتے نہیں۔"

ہاں اگر کسی کافر کے ایمان نہ لانے پر یقین یا ظن غالب ہو اور جینے سے دین کا نقصان ہو یا کسی ظالم سے امید توبہ اور ترکِ ظلم کی نہ ہو اور اس کا مرنا، تباہ ہونا خلق کے حق میں مفید ہو، ایسے شخص پر بد دعا درست ہے۔

سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دیکھا کہ قوم کے سرکش اپنے کفر وعناد سے باز نہ آئیں گے اور وَدّ و سواع و یغوث ویعوق و نسر کو نہ چھوڑیں گے (۲۷۳) جناب الٰہی میں عرض کی: رَبِّ لَاتَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ○ (۲۷۴) "خدایا! زمین پر کافروں میں سے کوئی گھر والا نہ چھوڑ۔"

اسی طرح حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبطیوں پر دعا کی۔ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰى اموالھم واشدد علی قلوبھم فلایومنوا حتی یروا العذاب الالیم ○ (۲۷۵) "خدایا! ان کے مال مٹادے اور ان کے دلوں پر سختی کر کہ وہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھیں۔"

اور اسی قسم کے اغراض کے واسطے ہمارے پیغمبر ﷺ سے بھی احیاناً بعض کفار پر دعا کرنا ثابت ہے۔

قولِ رضا: بعض ان میں سے حضرت مصنف علام قدس سرہٗ نے سُرُوْرُ الْقُلُوْبِ فِیْ ذِکْرِ الْمَحْبُوْبِ کے بابِ معجزات میں ذکر فرمائیں۔ ❁

مسئلہ ۸: کسی مسلمان کو یہ بد دعا نہ کرے کہ تو کافر ہو جائے، کہ بعض علماء کے نزدیک کفر ہے اور تحقیق یہ ہے کہ اگر کفر کو اچھا یا اسلام کو بُرا جان کر کہے، بلا ریب کفر ہے (۲۷۶) ورنہ بڑا گناہ ہے کہ مسلمان کی بدخواہی حرام ہے۔ خصوصاً یہ بدخواہی، سب بدخواہیوں سے بدتر ہے۔

مسئلہ ۹: کسی مسلمان پر لعنت نہ کرے اور اسے مردود وملعون نہ کہے اور جس کافر کا کفر پر مرنا یقینی نہیں، اس پر بھی نام لے کر لعنت نہ

* استاذ جامعہ مدینۃ العلمیہ، گلستانِ جوہر، کراچی

کرے۔ یہاں تک کہ بعض علماء کے نزدیک مستحقِ لعنت پر بھی لعنت نہ کہے۔ یونہی مچھر اور ہوا اور جمادات وحیوانات پر بھی لعنت ممنوع ہے۔(☆۸)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''مسلمان بہت طعن (☆۹) کرنے والا اور لعن کرنے والا اور فحش و بیہودہ بکنے والا نہیں ہوتا۔''

دوسری حدیث شریف میں ہے: ''بہت لعنت کرنے والے قیامت کے دن گواہ وشفیع نہ ہوں گے۔''

تیسری حدیث شریف میں ہے: ''مسلمان کی لعنت مثل اس کے قتل کے ہے۔''

چوتھی حدیث میں ہے: ''جب بندہ کسی پر لعنت کرتا ہے، وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے، اس کے دروازے بند ہوجاتے ہیں کہ یہاں تیری جگہ نہیں۔ پھر زمین کی طرف اترتی ہے، اس کے دروازے بھی بند ہوجاتے ہیں کہ یہاں تیری جگہ نہیں۔ پھر دائیں بائیں پھرتی ہے، جب کہیں ٹھکانا نہیں پاتی، اگر جس پر لعنت کی ہے، لعنت کے لائق ہے تو اس پر جاتی ہے ورنہ کہنے والے کی طرف پلٹ آتی ہے۔''

اور فرماتے ہیں: اے عورتو! صدقہ دو، کہ میں نے تمہیں دوزخ میں بکثرت دیکھا۔ یعنی عورتیں دوزخ میں بہت پائیں۔ عرض کی: کس سبب سے؟ فرمایا: تم لعنت بہت کرتی ہو۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے سعادت میں نقل کرتے ہیں: ایک شخص نے حضور اقدس ﷺ کے وقت سو بار شراب پی۔ ایک صحابی نے اس پر لعنت کی اور کہا کب تک اس کا فساد باقی رہے گا۔ حضور نے فرمایا: ''شیطان اس کا دشمن موجود ہے، وہ کفایت کرتا ہے، تو لعنت کرکے شیطان کا یار نہ ہو۔''

اور ایک شخص نے شراب پی۔ لوگ اس کو مارتے اور لعنت کرتے۔ فرمایا: ''لعنت نہ کرو کہ وہ خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے۔''

سوال: شرع شریف (۲۷۷) میں ظالموں اور بیاج کھانے والوں (۲۷۸) اور اس کے معاملے میں پڑنے والوں پر اور اس شخص پر جو اپنے ماں باپ پر لعنت کرے اور جو بدعتی کو جگہ دے اور جو غیر خدا کے واسطے جانور ذبح کرے اور سوا ان کے اور گنہگاروں پر لعنت وارد ہے اور اگلے پیغمبر بھی کفار پر لعنت کرتے۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ (۲۷۹) اور فرشتے بھی ان پر لعنت کیا کرتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا (۲۸۰)

﴿جاری ہے﴾

حواشی

(۲۶۸) دوس نامی ایک قبیلہ ہے اور طفیل بن عمرو کی مراد ان پر بددعا کرانا تھی۔ مگر رحمۃ اللعالمین ﷺ نے ان کے حق میں بددعا نہیں بلکہ دعا فرمائی۔

(۲۶۹) یہ بھی عرب کے ایک قبیلہ کے نام ہے۔

(۲۷۰) یعنی ایڑیاں مبارک خون سے آلودہ ہوگئیں۔

(۲۷۱) اللہ پسند نہیں کرتا حد سے بڑھنے والوں کو۔ سورۃ البقرۃ، آیت ۱۹۰، ترجمۂ کنز الایمان

(۲۷۲) تو اسے اس کے رب نے چن لیا اور اپنے قرب کے خاص سزاواروں میں کیا۔ سورۃ القلم، آیت ۵۰، ترجمۂ کنز الایمان

(۲۷۳) یہ سب ان بتوں وغیرہ کے نام ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم ان کی پوجا کیا کرتی تھی اور ان کی عبادت چھوڑنے پر آمادہ نہیں تھی۔

(۲۷۴) سورۃ النوح، آیت ۲۶۔ (۲۷۵) سورۃ یونس، آیت ۲۳۔

(۲۷۶) یعنی بلاشک وشبہ کفر ہے۔ (۲۷۷) یعنی شریعتِ مطہرہ

(۲۷۸) یعنی سود کھانے والوں پر۔

(۲۷۹) لعنت کئے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر۔ سورۃ المائدہ، آیت ۷۸، ترجمۂ کنز الایمان

(۲۸۰) ان کا بدلہ یہ ہے کہ ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں کی، سب کی ہمیشہ اس میں رہیں۔ سورۃ آل عمران، آیت ۸۷، ۸۸، ترجمۂ کنز الایمان

(۲۸۱) یعنی لعنت کے لغوی معنی ''دوری'' کے ہیں۔

(۲۸۲) یعنی شرعی اصطلاح میں لعنت سے مراد اللہ عزوجل کی رحمت اور اس کی جنت سے دوری ہے۔ تو کسی پر لعنت کرنے کے معنی یہ ہوئے کہ تو اللہ عزوجل کی رحمت و جنت سے دور ہو۔

(☆۸) مگر بچھو وغیرہ بعض جانوروں پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔ ۱۲ منہ قدس سرہٗ

(☆۹) **فی روایة الترمذی لایكون المؤمن لعانا وفی اخری له لاینبغی للمؤمن ان یكون لعانا وروی ایضا المسلم لیس بلعان وللبخاری لم یكن رسول الله ﷺ فاحشاً ولا لعاناً۔** ۱۲ منہ قدس سرہٗ

امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ الاساتذہ

سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی قدس سرہٗ

ترتیب: خلیل احمد رانا

حجۃ اللہ، سراج الہند حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ابن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ابن شاہ عبدالرحیم دہلوی قدس سرہم، ۲۵ / رمضان المبارک ۱۱۵۹ھ/ ۱۷۴۶ء کو جمعہ کے دن دہلی مین پیدا ہوئے، تاریخی نام ''غلام حلیم'' ہے، جس کے ۱۱۵۹ / اعداد بنتے ہیں، آپ کا سلسلہ نسب ۳۴ واسطوں سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک مندرجہ ذیل طریقہ پر منتہی ہے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم بن وجیہہ الدین شہید بن معظم بن منصور بن احمد بن محمود بن قوام الدین عرف قوازن بن قاضی قاسم بن قاضی کبیر عرف قاضی بدھا بن عبدالملک بن قطب الدین بن کمال الدین بن شمس الدین المفتی عرف قاضی پران بن شیر ملک بن عطا ملک بن ابوالفتح ملک بن عمر والحاکم مالک بن عادل ملک بن فاروق بن جرجیس بن احمد بن محمد شہریار بن عثمان بن ہامان بن ہمایوں بن قریش بن سلیمان بن عفان بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔[۱]

آپ نے بچپن ہی میں قرآن کریم حفظ کرلیا تھا، پہلے سال جب قرآن مجید سنایا، نماز تراویح ختم ہوئی تھی کہ ایک سوار بہت خوب زرہ بکتر وغیرہ لگائے برچھا ہاتھ میں لئے تشریف لائے اور کہا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف رکھتے ہیں؟ جو لوگ وہاں بیٹھے تھے سب اٹھ کر دوڑے اور اس سوار کو گھیر لیا اور پوچھا کہ حضرت یہ آپ کیا فرمارہے ہیں اور آپ کا نام کیا ہے؟، انہوں نے فرمایا! ابوہریرہ، جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہم عبدالعزیز کا کلام مجید سننے چلیں گے، پھر مجھے ایک کام کے واسطے بھیج دیا، اس لئے میں دیر سے پہنچا ہوں، اتنی بات کی اور غائب ہوگئے۔[۲]

پندرہ سال کی عمر میں اپنے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) سے تمام علوم عقلیہ ونقلیہ اور کمالات ظاہری وباطنی سے فراغت حاصل کی، بعض کتب حدیث کی سند اپنے والد ماجد کے اجل تلامذہ حضرت شاہ محمد عاشق پھلتی رحمتہ اللہ علیہ [۳] اور خواجہ امین اللہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ [۴] سے لی، علم فقہ اپنے خسر مولوی نوراللہ علیہ الرحمہ سے حاصل کیا۔ آپ تمام علوم ظاہری وباطنی کے جامع تھے، صاحب زہدوتقویٰ تھے، اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔[۵]

بیعت حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم:

ایک مرتبہ عالم رویاء میں آپ کو حضرت اسد اللہ الغالب سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضوری حاصل ہوئی، آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کر کے فیض یاب ہوئے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا (اے عبدالعزیز) فلاں شخص نے ایک کتاب ہماری مذمت میں پشتو زبان میں لکھی ہے، اس کے باپ کا نام، مقام سکونت اور کتاب کا نام بھی ظاہر فرمایا، آپ نے عرض کی، حضور! میں پشتو زبان نہیں جانتا، حضرت امیرالمومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا! کچھ مضائقہ نہیں، آپ خواب سے بیدار ہوئے، بعد تلاش کتاب دستیاب ہوئی تو آپ نے اس کا جواب پشتو زبان میں لکھ کر پھیلایا۔[۶]

کشفِ باطن:

کشف باطن آپ کا ایسا تھا کہ جب نماز جمعہ کے واسطے جامع مسجد (دہلی) میں تشریف لے جاتے تو عمامہ آنکھوں پر رکھ لیتے، شیخ

فصیح الدین جو کہ اکثر آپ کی خدمت میں رہتے تھے، عرض کیا! کہ حضرت اس کی کیا وجہ ہے جو آپ اس طرح رہتے ہیں، آپ نے اپنی کلاہ اُتار کر ان کے سر پر رکھ دی، وہ فوراً بے ہوش ہو گئے، جب دیر بعد افاقہ ہوا تو عرض کیا کہ سو، سوا سو لوگوں کی شکل آدمی کی تھی باقی کوئی ریچھ، کوئی بندر اور کوئی خنزیر کی شکل تھا، اس وقت مسجد میں پانچ چھ ہزار آدمی تھے، حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے فرمایا! میں کس کی طرف دیکھوں، اسی باعث نہیں دیکھتا۔[۷]

آپ کی ذات سے برصغیر پاک و ہند میں علوم اسلامیہ خصوصاً تفسیر و حدیث کا بڑا چرچا ہوا، سرسید احمد خاں نیچری علی گڑھی لکھتے ہیں!

''علمائے متبحر اور فضلائے مفضی المرام باوجود نظر غائر اور احاطۂ جزئیات مسائل کے جب تک اپنا سمجھا ہوا حضرت کی خدمت میں عرض نہ کر لیتے تھے اس کے اظہار میں لب کو وا نہ کرتے تھے اور اس کے بیان میں زبان کو جنبش نہ دیتے تھے، حافظہ آپ کا نسخۂ لوح تقدیر تھا، بارہا اتفاق ہوا کہ کتب غیر مشہورہ کی اکثر عبارات طویل اپنی یاد کے اعتماد پر طلباء کو لکھوا دیں اور جب اتفاقاً کتابیں دستیاب ہوئیں تو دیکھا گیا کہ جو عبارت آپ نے لکھوا دی تھی اس میں من و عن کا فرق نہ تھا''۔[۸]

تلامذہ:

جب آپ مسندِ تدریس پر رونق افروز ہوئے تو شائقین علم نے دور دور سے آکر آپ سے اکتساب علم کیا، آپ کا سلسلہ تلمذ بہت وسیع ہوا، چند نام یہ ہیں:

☆ شاہ رفیع الدین دہلوی (متوفی ۱۲۳۳ھ)

☆ شاہ عبدالقادر دہلوی (متوفی ۱۲۳۰ھ)

☆ شاہ محمد اسحاق دہلوی (متوفی ۱۲۶۲ھ)

☆ مولانا ظہور الحق پھلواروی (متوفی ۱۲۳۴ھ)

☆ شاہ عبدالرؤف نقشبندی (متوفی ۱۲۴۹ھ)

☆ شاہ ابوسعید دہلوی (متوفی ۱۲۵۰ھ)

☆ شاہ عبدالغنی پھلواروی (متوفی ۱۲۷۲ھ)

☆ شاہ مخصوص اللہ دہلوی (متوفی ۱۲۷۳ھ)

☆ شاہ احمد سعید مجددی دہلوی (متوفی ۱۲۷۷ھ)

☆ مولانا فضل حق خیر آبادی (متوفی ۱۲۷۸ھ)

☆ شاہ سلامت اللہ کشفی بدایونی (متوفی ۱۲۸۱ھ)

☆ شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی (متوفی ۱۳۱۳ھ)

☆ مفتی صدرالدین آزردہ دہلوی (متوفی ۱۲۸۵ھ)

☆ مخدوم سید آل رسول مارہروی (متوفی ۱۲۹۶ھ) [۹]

تصانیف:

آپ کی تصانیف میں سے چند کے نام یہ ہیں:

۱۔تفسیر فتح العزیز ۲۔تحفہ اثنا عشریہ ۳۔سر الشہادتین ۴۔بستان المحدثین ۵۔عجالہ نافعہ ۶۔حاشیہ القول الجمیل ۷۔سر الجلیل فی مسئلہ التفضیل ۸۔وسیلہ نجات ۹۔عزیز الاقتباس فی فضائل اخیار الناس ۱۰۔رسالہ فیض عام ۱۱۔اصولِ مذہبِ حنفی ۱۲۔حاشیہ صدرا ۱۳۔حاشیہ میر زاہد امور عامہ ۱۴۔تحقیق الرویاء ۱۵۔میزان البلاغت ۱۶۔میزان العقائد ۱۷۔حاشیہ علی المقدمہ السنیہ ۱۸۔مایجب حفظہ للناظر ۱۹۔الاحادیث الموضوعہ ۲۰۔فتاویٰ عزیزی ۲۱۔ملفوظات عزیزی ۲۲۔تضمین قصیدہ شاہ ولی اللہ وغیرہ۔[۱۰]

شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی کی تالیفات میں تحریفات:

بعض لوگوں نے آپ کی زندگی ہی میں آپ کی کتابوں میں تحریف کر دی تھی، چنانچہ شاہ ولی اللہ دہلوی خاندان پر تحقیق میں سند کا درجہ رکھنے والے مشہور اہل علم حکیم محمود احمد برکاتی لکھتے ہیں!

''شاہ عبدالعزیز نے ''تحفہ اثنا عشریہ'' کی تالیف ۱۲۰۴ھ/ ۱۷۹۰ء میں مکمل کی اور اس کی اشاعت ۱۲۱۵ھ/ ۱۷۹۹ء میں کلکتہ سے ہوئی تھی اور اس کے فوراً بعد تحفہ کی عبارات میں تحریف کے سلسلے کا آغاز ہو گیا، ایک معتقد نے لکھنؤ سے ایک ایسی محرفہ اور خلاف عقیدہ اہل سنت عبارت ''تحفہ'' کے ایک نسخہ میں دیکھ کر شاہ صاحب کی خدمت میں عریضہ لکھ کر خلش دور کرنے کی درخواست کی تو شاہ صاحب نے جواب

میں تحریر فرمایا کہ!

''وتعریضات در باب معاویہ رضی اللہ عنہ ازیں فقیر واقع نشدہ اگر نسخہ از تحفہ اثناعشریہ یافتہ شد الحاق کسے خواہد بود کہ بنا بر فتنہ انگیزی وکید ومکر کہ بنا مذہب ایشاں یعنی گروہ رفضہ از قدیم برہمیں امور است ایں کار کردہ باشد چنانچہ بسمع فقیر رسیدہ کہ الحاق شروع کردہ اند اللہ خیر حافظا وایں تعریضات در نسخ معتبرہ البتہ یافتہ نخواہد شد''۔

(فضائل صحابہ واہل بیت مع مقدمہ پروفیسر محمد ایوب قادری طبع لاہور)[۱۱]

ترجمہ: ''اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر چوٹیں میں نے نہیں کیں، اگر تحفہ اثناعشریہ کے کسی نسخے میں ایسی عبارتیں ہیں تو وہ کسی نے اپنی طرف سے بڑھادی ہوں گی، کیونکہ روافض کے مذہب کی بنیاد ہی شروع ہی سے فتنہ انگیزی اور مکر وقید پر ہے، یہ کام بھی انہوں نے کیا ہوگا، چنانچہ میں نے سنا ہے کہ تحفہ میں بھی انہوں نے الحاق شروع کردیا ہے۔ البتہ نسخہ معتبرہ میں تحریفات نہیں پائی جائیں گی۔''

قاری عبدالرحمٰن پانی پتی (متوفی ۱۳۱۴ھ/ ۱۸۹۶ء) شاگرد رشید شاہ محمد اسحاق دہلوی (متوفی ۱۲۶۲ھ/ ۱۸۴۵ء) اپنی کتاب ''کشف الحجاب'' میں لکھتے ہیں:

''اور ایسا ہی ایک اور جعل (غیر مقلدین) کرتے ہیں کہ سوال کسی مسئلہ کا بنا کر اور اس کا جواب موافق اپنے مطلب کے لکھ کر علمائے سابقین کے نام سے چھپواتے ہیں، چنانچہ بعض مسئلے مولانا شاہ عبدالعزیز کے نام سے اور بعض مسئلے مولوی حیدر علی کے نام سے علی ہذا القیاس چھپواتے ہیں''۔[۱۲]

علامہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی (متوفی ۱۹۹۳ء) کتاب ''القول الجلی'' کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں!

''افسوس مولوی اسماعیل کے پیروان اس کام میں بہت بڑھ گئے ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت شاہ عبدالعزیز کی تحریرات ومکتوبات، حضرت شاہ عبدالقادر کا ترجمہ قرآن اور ان کی کتابیں، حضرت مجدد الف ثانی، ان کی اولاد، حضرت شاہ غلام علی، حضرت شاہ علم اللہ رائے بریلوی اور دیگر اکابرین کے احوال میں بہت سی تحریفات کر کے محمد بن عبدالوہاب نجدی اور مولوی اسماعیل کا ہمنوا سب کو قرار دیا، اللہ تعالیٰ اس کتاب ''القول الجلی'' کو ان لوگوں سے محفوظ رکھے اور یہ کتاب بلا کسی تصرف کے چھپے''۔[۱۳]

شاہ ولی اللہ دہلوی کے خاندان کے ایک فرد اور ان کی تصانیف کے مشہور ناشر ظہیر الدین سید احمد ولی اللّٰہی، نبیرۂ شاہ رفیع الدین دہلوی، جنہوں نے شاہ ولی اللہ دہلوی کی تصانیف کی بڑی تعداد طبع وشائع کر کے وقف عام کی ہے، انہوں نے سب سے پہلے اس کی طرف توجہ دلائی، چنانچہ وہ شاہ ولی اللہ صاحب کی ایک کتاب ''تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء'' کے آخر میں لکھتے ہیں!

''بعد حمد وصلوٰۃ کے بندہ محمد ظہیر الدین عرف سید احمد اوّل گذارش کرتا ہے بیچ خدمت شائقین تصانیف حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ومولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمتہ اللہ علیہما وغیرہ کا آجکل بعض لوگوں نے بعض تصانیف کو اس خاندان کی طرف منسوب کردیا ہے اور درحقیقت وہ تصانیف اس خاندان میں سے کسی کی نہیں اور بعض لوگوں نے جو ان کی تصانیف میں اپنے عقیدے کے خلاف بات پائی تو اس پر حاشیہ جڑا اور موقعہ پایا تو عبارت کو متغیر وتبدیل کردیا، تو میرے اس کہنے سے یہ غرض ہے کہ جو اب تصانیف ان کی چھپیں، اچھی طرح اطمینان کرلیا جائے جب خریدنی چاہیں''۔[۱۴]

حضرت شاہ رؤف احمد رافت نقشبندی مجددی مصطفیٰ آبادی رحمتہ اللہ علیہ [۱۵]، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی اولاد میں سے تھے اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد

تھے، آپ نے تفسیر عزیزی کی ایک عبارت کو الحاقی قرار دیا، لکھتے ہیں!

''جاننا چاہئے کہ تفسیر فتح العزیز میں کسی عدو نے الحاق کردیا ہے اور یوں لکھا ہے کہ اگر کسی بکری کو غیر کے نام سے منسوب کیا ہو تو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرنے سے وہ حلال نہیں ہوتی اور غیر کے نام کی تاثیر اس میں ایسی ہوگئی کہ اللہ کے نام کا اثر ذبح کے وقت حلال کرنے کے واسطے بالکل نہیں ہوتا، سو یہ بات کسی نے ملادی ہے۔

خود مولانا و مرشدنا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کبھی ایسا سب مفسرین کے خلاف نہ لکھیں گے اور ان کے مرشد اور استاد اور والد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے ''فوز الکبیر فی اصول التفسیر'' میں ''مَـــا اُهِــلَّ'' کا معنی ''مَـاذُبِحَ'' لکھا ہے، یعنی ذبح کرتے وقت جس جانور پر بت کا نام لیوے، سو حرام اور مردار کے جیسا ہے اور اگر بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا، سو کیوں کر حرام ہوتا ہے۔

بعضے نادان تو حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مولد شریف کی نیاز، حضرت پیران پیر کی نیاز اور ہر ایک شہداء، اولیاء کی نیاز فاتحہ کے کھانے کو بھی حرام کہتے ہیں اور یہ آیت دلیل لاتے ہیں کہ غیر خدا کا نام جس پر لیا گیا، سو حرام ہے، واہ واہ کیا عقل ہے، ایسا کہتے ہیں اور پھر جا کر نیاز فاتحہ کا کھانا بھی کھاتے ہیں''۔[۱٦]

مشہور محقق حکیم محمود احمد برکاتی صاحب لکھتے ہیں!

''مولوی سید احمد ولی اللّٰہی نے شاہ عبدالعزیز کے ملفوظات مطبوعہ میرٹھ کو جعلی بتایا ہے۔ (انفاس العارفین مطبوعہ مطبع احمدی دہلی، صفحہ آخر) ہماری ناقص رائے میں مولوی سید احمد کی یہ رائے کلیتہً تو صحیح نہیں ہے، ملفوظات شاہ صاحب کے ہی ہیں، مگر ان میں الحاق ضرور ہوا ہے اور بعض فحش اشعار اور فحش واقعات درج کر دیئے گئے ہیں''۔[۱۷]

اولاد:

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی اولاد میں تین صاحبزادیاں تھیں، آپ کے ہاں کوئی نرینہ اولاد پیدا نہ ہوئی، تینوں صاحبزادیاں آپ کی زندگی میں وفات پا گئیں تھیں، سب سے بڑی بیٹی کا عقد شاہ رفیع الدین کے بڑے بیٹے مولوی محمد عیسیٰ سے ہوا، دوسری بیٹی کا عقد شیخ محمد افضل محدث لاہوری سے ہوا، ان سے دو بیٹے مولانا محمد اسحاق اور مولانا محمد یعقوب پیدا ہوئے، تیسری صاحبزادی کا عقد آپ کی بیوی کے بھتیجے مولای عبدالحی بڈھانوی سے ہوا لیکن ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔[۱۸]

وفات:

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے ۷ رشوال ۱۲۳۹ھ/ ۱۸۲۴ء کو وفات پائی، بچپن بار نماز جنازہ پڑھی گئی، ترکمان دروازہ کے باہر قبرستان مہندیاں میں اپنے والد ماجد شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ کے پہلو میں دفن ہوئے، حکیم مومن خاں مومنؔ دہلوی نے تاریخ وفات کہی۔

دست بیداد اجل سے بے سروپا ہوگئے
فقر دیں، فضل و ہنر، لطف و کرم، علم و عمل [۱۹]

ق ی ض ن ط ر ل م

۱۲ ھ ۳۹

مسلک شاہ عبدالعزیز محدّث دھلوی:

استعانت:

''ایاک نستعین'' کے تحت فرماتے ہیں!

''دریں جا باید فہمید کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد برآں غیر باشد و اورا مظہر عون الٰہی نداند حرام است و اگر التفات محض بجانب حق است و اُورا یکے از مظاہر عون دانستہ و نظر بکار خانۂ اسباب و حکمت او تعالیٰ دراں نمود بغیر استعانت ظاہر نمائد دور از عرفاں نخواہد بود و در شرع نیز جائز و روا

است و انبیاء و اولیاء ایں نوع استعانت بغیر کردہ اند و در حقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق است لاغیر'' [۲۰]

ترجمہ: اس جگہ یہ سمجھنا چاہئے کہ غیر سے اس طرح استعانت حرام ہے کہ اعتماد اس غیر پر ہو اور اُسے اللہ تعالیٰ کی امداد کا مظہر نہ جانے، اور اگر توجہ محض اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کی امداد کا مظہر جانے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت اور کارخانۂ اسباب پر نظر کرتے ہوئے اس غیر سے ظاہری استعانت کرے تو یہ راہِ معرفت سے دور نہ ہوگا اور شریعت میں جائز اور روا ہے، اس قسم کی استعانت انبیاء و اولیاء نے غیر سے کی ہے، درحقیقت استعانت کی یہ قسم غیر سے نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ ہی سے ہے۔

سورۂ عبس، پارہ ۳۰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

'' از اولیائے مدفونین و دیگر صلحائے مومنین انتفاع و استفادہ جاری است و آنہا را افادہ و اعانت نیز مقصود''۔ [۲۱]

ترجمہ: یعنی مدفون اولیائے کرام اور دیگر نیک مؤمنین سے نفع اٹھانے اور فائدہ حاصل کرنے کا سلسلہ اب بھی جاری ہے اور ان کو فائدہ پہنچانے کا تصور بھی پایا جاتا ہے۔

سورۃ انشقت، پارہ ۳۰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''بعضے از خواص اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند دریں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ و استغراق آنہا بہ جہت کمال وسعت تدراک آنہا مانع توجہ بایں سمت نے گردد و اویسیاں تحصیل کمالات باطنی از آنہا مے نمائندہ و ارباب حاجات و مطالب حل و مشکلات خود از آنہا مے طلبند و می یابند و زبان حال دراں وقت ہم مترنم بایں مقالات است ''من آیم بجاں گرتو آئی بہ تن''۔ [۲۲]

ترجمہ: بعض خاص اولیاء اللہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے بندوں کی ہدایت وارشاد کے لئے پیدا کیا، ان کو اس حالت میں بھی اس عالم کے تصرف کا حکم ہوا ہے اور اس طرف متوجہ ہوتے ہیں، ان کا استغراق بوجۂ کمال وسعت تدارک انہیں روکتا ہے، اور اویسی سلسلہ کے لوگ باطنی کمالات انہی سے حاصل کرتے ہیں، حاجت مند اور اہل غرض لوگ اپنی مشکلات کا حل انہی سے چاہتے ہیں اور جو چاہتے ہیں وہ پاتے بھی ہیں اور زبان حال سے یہ ترنم سے پڑھتے ہیں ''اگر تم میری طرف بدن سے آؤ گے تو میں تمہاری طرف جان سے آؤں گا۔

الحمدللہ یہی مسلک حق اہل سنت کا عقیدہ ہے، آیت ''ایاک نعبد وایاک نستعین'' کی تفسیر میں ترجمہ ''کنزالایمان'' کا حاشیہ ''تفسیر خزائن العرفان'' مطالعہ فرمایا جائے۔

اهل قبور سے استمداد:

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

''اہل قبور میں سے بعض بزرگ کمال میں مشہور ہیں اور ان کا کمال متواتر طور پر ثابت ہے، ان بزرگوں سے استمداد کا طریقہ یہ ہے کہ اس بزرگ کی قبر کے سرہانے کی جانب قبر پر انگلی رکھے اور شروع میں سورۂ بقرہ سے مفلحون تک پڑھے، پھر قبر کی پائنتیوں کی طرف سے جاوے اور ''آمن الرسول'' آخر سورۃ تک پڑھے اور زبان سے کہے کہ اے میرے حضرت فلاں کام کے لئے درگاہِ الٰہی میں دعا والتجا کرتا ہوں، آپ بھی دعا کریں، پھر قبلہ کی طرف منہ کرکے اپنی حاجت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا والتجا کرے''۔ [۲۳]

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کو دھاندلی سے اپنا بزرگ بتانے والے، کیا اہل قبور سے اس طرح کی استمداد کے قائل ہیں؟ اگر نہیں تو اس طریقۂ استمداد بتانے والے حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ پر کیا فتویٰ ہے؟

وسیلۂ عظمیٰ:

''طبرانی نے معجم صغیر اور حاکم اور نعیم اور بیہقی نے حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدم (علیہ السلام) سے یہ لغزش سرزد ہوئی اور ان پر عتاب الٰہی نازل ہوا، توبہ قبول ہونے میں حیران تھے کہ اتنے میں ان کو یاد آیا کہ مجھ کو جس وقت خدا تعالیٰ نے پیدا کیا تھا اور روح خاص میرے اندر پھونکی تھی، اس وقت میں نے اپنے سر کو عرش کی طرف اٹھایا تھا، اس جگہ لکھا دیکھا تھا ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ''، یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ قدر کسی شخص کی اللہ کے نزدیک برابر قدر اس شخص کے نہیں، کہ نام اس کا اپنے نام کے ساتھ برابر رکھا ہے، تدبیر یہ ہے کہ میں بحق اسی شخص کے سوال مغفرت کروں، پس دعا میں کہا ''اسئلک بحق محمد ان تغفر لی.....'' حق تعالیٰ نے ان کی بخشش کی اور وحی بھیجی کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو کہاں سے جانا تو نے، انہوں نے تمام ماجرا عرض کیا، حکم پہنچا کہ اے آدم! محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سب پیغمبروں سے پچھلا پیغمبر ہے اور تیری اولاد میں سے ہے، اگر وہ نہ ہوتے تو میں تجھ کو پیدا نہ کرتا''۔[۲۴]

پاک و ہند کے غیر مقلدین، سعودی وہابیوں کی تقلید میں اعمالِ صالحہ کے وسیلہ کے تو قائل ہیں مگر ذوات کے وسیلہ کا انکار کرتے ہیں کہ کسی بھی بزرگ نیک صالح شخص کی ذات کو وسیلہ ماننا شرک ہے، جو لوگ حج پر جاتے ہیں انہیں حرم پاک میں وعظ کے ذریعے اور لٹریچر کے ذریعے یہی تبلیغ کی جاتی ہے، ان تمام غیر مقلدین کی سند فراغت میں حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کا نام لکھا ہوتا ہے، شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ نے حضور نبی کریم کی ذات اقدس کے وسیلہ کی تائید میں مذکورہ بالا حدیث نقل فرمائی ہے، اور انہوں نے اس کی تردید نہیں کی، کیا غیر مقلدین کا اپنے استاذ الاساتذہ حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کے متعلق شرک کا فتویٰ ہے یا آنکھیں، کان، منہ بند اور قلم کی حرکت بند؟

﴿جاری ہے.........﴾

ماخذ ومراجع

[۱]۔نواب مبارک علی خاں، کمالات عزیزی، مرتبہ مولوی سید ظہیر الدین احمد ولی اللّٰہی دہلوی نبیسہ مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی، سن تالیف ۱۲۸۹ھ/۲ ۱۸۷ء، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۹۸۲ء، ص ۸

[۲]۔نواب مبارک علی خاں، کمالات عزیزی، مرتبہ مولوی ظہیر الدین ولی اللّٰہی، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۲ء، ص ۱۹

[۳]۔شاہ محمد عاشق بن شاہ عبیداللہ بن شاہ محمد صدیقی رحمہم اللہ تعالیٰ، ۱۱۱۰ھ میں پھلت (ضلع مظفر نگر، یوپی، ہندوستان) میں پیدا ہوئے، آپ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ممیرے بھائی تھے، آپ کے والد شاہ ولی اللہ کے حقیقی ماموں اور آپ کے دادا شاہ محمد، شاہ ولی اللہ کے حقیقی نانا اور شاہ عبدالرحیم کے خسر تھے، آپ شاہ ولی اللہ سے چار سال بڑے تھے، آپ شاہ ولی اللہ کے نسبتی بھائی بھی تھے، شاہ ولی اللہ کا پہلا عقد آپ کی حقیقی بہن سے ہوا تھا، جن کے بطن سے شاہ ولی اللہ کے سب سے بڑے فرزند شاہ محمد اور ان کی دو بہنیں تھیں، آپ کو شاہ ولی اللہ سے مصاہرت کا تعلق بھی تھا، آپ کے دو فرزندوں شاہ عبدالرحمٰن اور شاہ عبدالرحیم فائق کے عقد علی الترتیب شاہ ولی اللہ کی دو صاحبزادیوں (امتہ العزیز اور فرخ بی) سے ہوا تھا۔

آپ کو بچپن ہی سے علم حاصل کرنے کا شوق تھا، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی، ۱۱۴۴ھ میں حج و زیارت سے فارغ ہو کر شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کے ساتھ حرمین میں شیخ ابو طاہر کردی مدنی علیہ الرحمۃ سے حدیث پڑھی اور شیوخ حجاز سے صحیح بخاری اور سنن دارمی کے درس میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے شریک رہے۔

آپ نے دوران تعلیم شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ سے بیعت کر لی تھی اور مسجد الحرام میں میزاب رحمت کے نیچے بیعت ثانیہ بھی کی، علم و معرفت میں آپ نے وہ مقام حاصل کیا جو شاہ ولی اللہ کے شاگردوں میں کسی اور کو حاصل نہیں ہو سکا، آپ کا مستقل قیام پھلت ہی میں رہا، مگر تحصیل علم کے عہد کے علاوہ بھی بکثرت دہلی آتے

جاتے رہے، ہر سال ماہ صیام میں دہلی آکر شاہ صاحب کے ساتھ معتکف رہتے تھے، شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ سے مسلسل مراسلت کرتے رہتے تھے، شاہ صاحب کے مسودات کی تبییض کے علاوہ ان کے مختلف شذرات کی جمع وترتیب بھی عمر بھر بڑے اہتمام اور ذوق وشوق سے کرتے رہے، شاہ صاحب کے مکاتیب کو محفوظ رکھتے تھے، آپ شاہ صاحب کے اداشناس اور اسرار ورموز کے ترجمان وامین تھے، شاہ ولی اللہ صاحب بھی آپ سے خصوصی محبت کرتے تھے، کہیں ان کو 'اعز اخوان واجلہ خلان''، کہیں سجادہ نشین اسلاف کرام، کہیں وعاء علمی وحافظ اسراری وناظور کتبی والباعث علی السوید اکثر منہا والمباشر لتبیضہ (میرا ظرف علم، میرے اسرار کے امین، میری کتابوں کے نگران، میری اکثر کتابوں کے سبب تالیف میرے مسودات کو صاف کرنے والے) لکھا ہے۔ شیخ ابوطاہر کردی مدنی علیہ الرحمہ نے جو سند شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کو عطا کی تھی، اس میں شیخ محمد عاشق کے متعلق لکھا ''انہ مرأۃ کمالہ وخدین جمیل خصالہ'' یعنی موصوف ان کے کمال کا آئینہ اور ان کے خصائل نیک کا رخسار ہیں''۔ شاہ ولی ان کو مخاطب فرما کر کہتے ہیں!

یحدثنی نفسی بانك واصل
الی نقطته قصواء وسط المرکز
وانك فی تلك البلاد مفخم
یکفیك یوماً کل شیخ وناهز

آپ کی تصانیف سبیل الرشاد، (فارسی زبان میں تصوف پر نہایت اچھی اور مبسوط کتاب) شرح خیر الکثیر، (شاہ ولی اللہ کی کتاب ''الخیر الکثیر'' کی شرح)، درایات الاسرار، شرح اعتصام الامین، کشف الحجاب، تذکرۃ الواقعات، مکاتیب شاہ ولی اللہ اور القول الجلی فی ذکر آثار ولی (فارسی زبان میں شاہ ولی اللہ کے حالات پر نہایت قدیم تالیف ہے، اب دہلی سے اس کے مخطوطہ کا عکس شائع ہو گیا ہے اور خانقاہ کاکوری ضلع لکھنؤ سے اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے) مشہور ہیں، آپ کی وفات ۱۱۸۷ھ میں ہوئی۔ (ماخوذ۔ القول الجلی کی بازیافت از حکیم محمود احمد برکاتی، مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور ۱۹۹۱ء، ص ۱۲، ۱۳۔ نزہتہ الخواطر، از عبدالحی حسنی، جلد ۶، ص ۳۲۸، ۳۳۰)

[۴]۔ خواجہ امین اللہ کشمیری، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے ممتاز شاگردوں میں سے تھے، شاہ صاحب نے بعض رسالے ان کی خاطر تصنیف کئے، ۱۱۸۷ھ میں وفات پائی۔ (نزہتہ الخواطر، از عبدالحی حسنی، جلد ۶، ص ۸۶)

[۵]۔ رحمٰن علی، تذکرہ علمائے ہند: ترجمہ وحواشی وتکملہ، پروفیسر محمد ایوب قادری، کراچی، پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، ۱۹۶۱ء، ص ۳۰۲

جہلمی، فقیر محمد، حدائق الحنفیہ: لکھنؤ، منشی نولکشور پریس، اکتوبر ۱۹۰۶ء / شعبان ۱۳۲۴ھ، سوم، ص ۴۷۰

[۶]۔ مبارک علی خاں، نواب، کمالات عزیزی: مرتبہ، مولوی سید ظہیر الدین احمد، کراچی، ۱۹۸۲ء، ص ۱۶

[۷]۔ ایضاً ص ۲۱

[۸]۔ پانی پتی، محمد اسماعیل (مرتب)، مقالات سرسید (شانزدہم): لاہور مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۵ء، ص ۲۷۵

[۹]۔ برکاتی، حکیم محمود احمد، شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان: دہلی، مکتبہ جامعہ، ۱۹۹۲ء، ص؟ قادری، محمود احمد، تذکرہ علمائے اہل سنت: مظفر پور، ۱۳۹۱ھ، ص؟

اہل سنت کی آواز (مجلہ سالنامہ): (خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ۔ ضلع ایٹہ، یوپی)، شمارہ اکتوبر ۱۹۹۹ء، ص؟

[۱۰]۔ برکاتی، حکیم محمود احمد، شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان: لاہور، مجلس اشاعت اسلام، ۱۹۷۶ء، ص ۱۵۳

[۱۱]۔ ایضاً ص ۵۷

[۱۲] پانی پتی، قاری عبدالرحمٰن، کشف الحجاب: لکھنؤ، ۱۲۹۸ھ، ص ۹ (چند سال ہوئے اس رسالہ کو مرکزی جماعت القراء پاکستان، کراچی نے حکیم محمود احمد برکاتی کی تقدیم کے ساتھ شائع کر دیا ہے)

[۱۳]۔ فاروقی، شاہ ابوالحسن زید، مقدمہ القول الجلی: دہلی، شاہ ابوالخیر اکادمی، ۱۹۸۶ء، ص ۵۵۲

[۱۴]۔ قادری، محمد ایوب، شاہ ولی اللہ کی منسوب تصانیف: مشمولہ: الرحیم (ماہنامہ): حیدرآباد، شمارہ، جون ۱۹۶۴ء، ص ۲۰۔ بحوالہ ''تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء'' از شاہ ولی اللہ دہلوی، مطبوعہ مطبع احمدی، کلاں محل متعلق مدرسہ عزیزی دہلی، باہتمام ظہیر الدین ولی اللّٰہی، سن طباعت نہیں ہے۔

[۱۵]۔شاہ رؤف احمد رافتؔ ابن شاہ شعور احمد ۱۴ محرم الحرام ۱۲۰۱ھ/۱۷۸۶ء کو رام پور (یو۔پی۔ہندوستان) میں پیدا ہوئے، ظاہری علوم کی تحصیل شاہ عبدالعزیز دہلوی سے کی، خرقۂ خلافت شاہ غلام علی دہلوی سے پایا اور بھوپال میں مقیم ہوگئے، اردو میں قرآن مجید کی تفسیر لکھی، جس کا آغاز ۱۲۳۹ھ میں ہوا اور ۱۲۴۸ھ میں اختتام ہوا، اپنے مرشد کے ملفوظات ''درالمعارف'' کے نام سے فارسی میں لکھے، دیوان رافت (ہندی، فارسی) مثنوی اسرار غیب، مراتب الوصول، معراج نامہ، مثنوی یوسف زلیخا، جواہر علویہ، رسالہ صادقہ مصدوقہ، سلوک العارفین، شراب رحیق، ارکان اسلام، آپ کی تصانیف ہیں، آپ مفسر، محدث اور فقیہ تھے، آپ شاہ ابوسعید دہلوی (متوفی ۱۲۵۰ھ) کے خالہ زاد بھائی تھے، بھوپال سے حج کے لئے گئے تو یلملم کے قریب ۱۲۴۹ھ/۱۸۳۳ء میں وصال ہوا، درالمعارف فارسی مطبوعہ ترکی اور حدائق الحنفیہ مطبوعہ سہیل اکیڈمی میں تاریخ وصال ۱۲۵۳ھ لکھی ہے، تفصیلی حالات کے لئے دیکھئے، تذکرہ علماء ہند از مولوی رحمٰن علی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء، اور تذکرہ کاملان رام پور از مولوی احمد علی، مطبوعہ پٹنہ ۱۹۸۶ء۔

[۱۶]۔رافت، شاہ رؤف احمد، تفسیر رؤفی [ج ۱]: بمبئی، مطبع فتح الکریم، ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء، ص ۱۳۹

[۱۷]۔برکاتی، حکیم محمود احمد، شاہ ولی اللہ دہلوی اور ان کا خاندان: لاہور، مرکز اشاعت اسلام۔۱۹۷۶ء، ص ۵۷

[۱۸]۔ثریا ڈار، ڈاکٹر، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور ان کی علمی خدمات: لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۹۱ء، ص ۱۲۱

[۱۹]۔چشتی، عبدالحلیم، فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ: کراچی، نور محمد کارخانہ، ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۴ء، ص ۲۷۶

اکرام، شیخ محمد، رود کوثر: لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۸۷ء، ص ۵۹۵

رحمٰن علی، تذکرہ علمائے ہند: مترجم، پروفیسر محمد ایوب قادری، کراچی، پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی ۱۹۶۱ء، ص ۳۰۲

برکاتی، حکیم محمود احمد شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان: ص ۱۵۱

[۲۰]۔محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز، تفسیر عزیزی [ج ۱]: دہلی، مطبع مجتبائی ۱۳۴۸ھ، ص ۸

[۲۱]۔ایضاً، ص ۵ (پارہ عم) [۲۲]۔ایضاً، ص ۱۱۳

[۲۳]۔محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز، کمالات عزیزی: مرتبہ ظہیر الدین دہلوی، کراچی ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی، ۱۹۸۲ء، ص ۴۸

[۲۴]۔محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز، تفسیر عزیزی [ج ۱]: کراچی، ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی، ۱۳۹۷ھ، ص ۳۳۹

ہمیں اپنی فلاح ونجات اور اصلاح کے لئے کیا کرنا چاہئے

﴿حالاتِ حاضرہ کے تناظر میں امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی ۱۰۰ رسال قبل پیش کردہ تجاویز﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہٖ الکریم

مسئلہ:

از کلکتہ کولوٹولہ، اسٹریٹ نمبر ۶۵ مسئولہ جناب حاجی لعل خاں صاحب، ۱۹ ربیع الاوّل ۱۳۳۱ھ

قبلہ وکعبہ حضرت مرشدی ومولائی دام ظلکم

تمنائے قدم بوسی کے بعد مودبانہ گذارش، ''المؤید'' کے پرچے برائے ملاحظہ مرسل ہیں، ارشاد ہو کہ آجکل مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے اور امدادِ ترک کا کیا طریقہ ہو؟

الجواب

بملاحظہ مکرم حامیِ سنت، ماحیِ بدعت، برادرِ طریقت حاجی لعل خان صاحب دام مجدہم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

المؤید کے چھ پرچے آئے، انہیں بالاستیعاب دیکھا۔ گمان یہ تھا کہ شاید کوئی خبر خوشی کی ہو، مگر اس کے برعکس اس میں رنج وملال کی خبریں تھیں۔ بے گناہ مسلمانوں پر جو مظالم گزر رہے ہیں اور سلطنت اُن کی حمایت نہیں کرسکتی صدمہ کے لئے کیا کم تھے کہ اس سے بھی بڑھ کر ترکوں کی اُس تازہ تبدیلِ روش کا ذکر تھا جس نے میرے خیال کی تصدیق کردی۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ (سورۃ الرعد۔ آیت:۱۱) بے شک اللہ کسی قوم کو گردش میں نہیں ڈالتا جب تک وہ اپنی حالت خود نہ بدل ڈالیں۔ اللہ اکرم الاکرمین اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل سے ہماری اور ہمارے اسلامی بھائیوں کی آنکھیں کھولے، اصلاحِ قلوب واحوال فرمائے خطاؤں سے درگزر کرے، غیب سے اپنی مدد اُتارے، اسلام ومسلمین کو غلبہ قاہرہ دے۔ آمین الٰہ الحق آمین وحسبنا اللہ ونعم الوکیل، ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

مگر بے دلی نہ چاہئے لَا تَایْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ ط اِنَّہٗ لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکَافِرُوْنَ (سورۂ یوسف۔ آیت ۸۷)

اللہ واحد قہار غالب علی کل غالب اس دین کا حافظ وناصر ہے، وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ، حضور سیدنا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''لَا تَزَالُ طَائِفَۃٌ مِّنْ اُمَّتِیْ ظَاھِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ لَا یَضُرُّھُمْ مَّنْ خَذَلَھُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَھُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰہِ وَھُمْ عَلٰی ذٰلِکَ غَالِبًا''

یہاں امر اللہ وہ وعدہ صادقہ ہے، جس میں سلطانِ اسلام شہید ہوں گے اور روئے زمین پر اسلامی سلطنت کا نام نہ رہے گا، تمام دنیا میں نصاریٰ کی سلطنت ہوگی۔ اگر معاذ اللہ وہ وقت آگیا ہے جب تو کوئی چارہ کار نہیں، شدنی ہوکر رہے گی مگر وہ چند ہی روز کے واسطے ہے اس کے متصل ہی حضرت امام کا ظہور ہوگا، پھر سیدنا روح اللہ عیسیٰ مسیح علیہ الصلوٰۃ السلام نزول اجلال فرمائیں گے اور کفر تمام دنیا سے کافور ہوگا، تمام روئے زمین پر ملتِ ایک ملتِ اسلام ہوگی اور مذہب ایک مذہب اہل سنت۔ غیب کا علم اللہ عزوجل کو ہے پھر اس کی عطا سے اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو، مگر فقیر جہاں تک نظر کرتا ہے ابھی ان شاء اللہ وہ وقت نہیں آیا۔ اگر ایسا ہے تو ضرور نصرت الٰہیہ نزول فرمائے گی اور کفار ملاعنہ اپنے کیفر کردار کو پہنچیں گے۔ بہر حال بندگی بیچارگی، دعا کے سوا کیا چارہ ہے۔ وہی جو ہمارا رب ہے ہماری حالت

زار پر رحم فرمائے اور اپنی نصرت اُتارے۔ اتنے جھٹکے جو پہنچ لئے ہیں انہیں پر زُلْـزِلُـوْا زِلْـزَالًا شَـدِيْدًا کو ختم فرمادے اور اَلَآ اِنَّ نَـصْرَاللّٰهِ قَرِيْـبٌ کی بشارت سنادے۔ حَسْبُـنَـا اللّٰهُ نِـعْـمَ الْوَكِيْل۔

آپ پوچھتے ہیں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے، اس کا جواب میں کیا دے سکتا ہوں، اللہ عزوجل نے تو مسلمانوں کی جان مال جنت کے عوض خریدے ہیں اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ مگر ہم ہیں کہ بیع دینے سے انکار اور ثمن کے خواستگار۔ ہندی مسلمانوں میں یہ طاقت کہاں کہ وطن و مال واہل وعیال چھوڑ کر ہزاروں کوس جائیں اور میدان میں مسلمانوں کا ساتھ دیں۔ مگر مال تو دے سکتے ہیں۔ اس کی حالت بھی سب آنکھوں دیکھ رہے ہیں، وہاں مسلمانوں پر کیا گزر رہی ہے، یہاں وہی جلسے، وہی رنگ، وہی تھیٹر، وہی اُمنگ، وہی تماشے، وہی بازیاں، وہی غفلتیں، وہی فضول خرچیاں، ایک بات کی بھی کمی نہیں۔ ابھی ایک شخص ایک دنیاوی خوشی کے نام سے پچاس ہزار روپے، ایک عورت نے ایک چنیں وچناں جرگہ کو پچاس ہزار روپے، ایک رئیس نے ایک کالج کو ڈیڑھ لاکھ دیئے اور یونیورسٹل کے لئے تو تیس لاکھ سے زائد جمع ہوگیا۔ ایک رات ہمارے اس مفلس شہر سے اُس کے لئے چھبیس ہزار کا چندہ ہوا۔ بمبئ میں ایک کم درجے کے شخص نے صرف ایک کوٹھری چھبیس ہزار روپے کو خریدی، فقط اس لئے کہ اس کے مکانِ سکونت سے ملحق تھی، جسے میں بھی دیکھ آیا ہوں اور مظلوم اسلام کی مدد کے لئے جو کچھ جوش دکھائے جارہے ہیں آسمان سے بھی اونچے ہیں اور جو عملی کاروائی ہورہی ہے، زمین کی تہہ میں ہے۔ پھر کس بات کی اُمید کی جائے۔

بائیکاٹ پر رائے: بڑی ہمدردی یہ نکالی ہے کہ یورپ کے مال کا بائیکاٹ ہو، میں اسے پسند نہیں کرتا، نہ ہرگز مسلمانوں کے حق میں کچھ نافع پاتا۔ اول تو یہ بھی کہنے ہی کے الفاظ ہیں، نہ اس پر اتفاق کریں گے، نہ ہرگز اس کو نبھائیں گے۔ اس عہد کے پہلے توڑنے والے جنٹلمین حضرات ہی ہوں گے، جن کی گزر بغیر یورپین اشیاء کے نہیں، یہ تو سارا یورپ ہے، پہلے صرف اٹلی کا بائیکاٹ ہوا تھا، اس پر کتنوں نے عمل کیا اور کتنے دن نباہا، پھر اس سے یورپ کو ضرر بھی کتنا اور ہو بھی تو کیا فائدہ کہ وہ سوتر کیبوں سے اس سے دہ گنا ضرر پہنچا سکتے ہیں۔ لہٰذا ضرر رسانی کا ارادہ صرف وہی مثل ہے کہ ''کمزور اور پٹنے کی نشانی'' بہتر ہے کہ مسلمان اپنی سلامت روی پر قائم رہیں، کسی شریر قوم کی چال نہ سیکھیں، اپنے اُوپر مفت کی بدگمانی کا موقع نہ دیں، ہاں اپنی حالت سنبھالنا چاہتے تو ان لڑائیوں ہی پر کیا موقوف تھا، ویسے ہی چاہئے تھا کہ:

اولاً باستثناء ان معدود باتوں کے جن میں حکومت کی دست اندازی ہو، اپنے تمام معاملات اپنے ہاتھوں میں لیتے، اپنے سب مقدمات اپنے آپ فیصل کرتے، یہ کروڑوں روپے جو اسٹامپ و وکالت میں گھسے جاتے ہیں، گھر کے گھر تباہ ہوگئے اور ہوئے جاتے ہیں، محفوظ رہتے۔

ثانیاً اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدتے کہ گھر کا نفع گھر ہی میں رہتا، اپنی حرفت وتجارت کو ترقی دیتے کہ کسی چیز میں کسی دوسری قوم کے محتاج نہ رہتے، یہ نہ ہوتا کہ یورپ وامریکہ والے چھٹانک بھر تانبا کچھ صناعی کی گھڑت کرکے گھڑی وغیرہ نام رکھ کر آپ کو دے جائیں اور اس کے بدلے پاؤ بھر چاندی آپ سے لے جائیں۔

ثالثاً بمبئی، کلکتہ، رنگون، مدراس، حیدرآباد وغیرہ کے تو انگر مسلمان اپنے بھائی مسلمانوں کے لئے بنک کھولتے۔ سود شرع نے قطعی حرام فرمایا ہے مگر اور سو طریقے نفع لینے کے حلال فرمائے ہیں، جن کا بیان کتب فقہ میں مفصل ہے اور اس کا ایک نہایت آسان طریقہ کتاب "**كفل الفقيه الفاهم**" میں چھپ چکا ہے۔ اُن جائز طریقوں پر نفع بھی لیتے کہ اُنہیں بھی فائدہ پہنچتا اور ان کے بھائیوں کی بھی حاجت برآتی اور آئے دن جو مسلمانوں کی جائدادیں بنیوں کی نذر ہوئی چلی جاتی ہیں، اُن سے بھی محفوظ رہتے۔ اگر مدیوں کی جائداد ہی لے جاتی، مسلمان ہی کے پاس رہتی۔ یہ تو نہ ہوتا کہ مسلمان ننگے اور بنئے چنگے۔

رابعاً سب سے زیادہ اہم، سب کی جان، سب کی اصل اعظم وہ دین متین تھا جس کی رسی مضبوط تھامنے نے اگلوں کو ان مدارج عالیہ پر پہنچایا، چار دانگ عالم میں ان کی ہیبت کا سکہ بٹھایا، نان شبینہ کے محتاجوں کو بلند تاجوں کا مالک بنایا اور اسی کے چھوڑنے نے پچھلوں کو یوں چاہ ذلت میں گرایا۔ **فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔**

دین متین علم دین کے دامن سے وابستہ ہے۔ علم دین سیکھنا پھر اس پر عمل کرنا، اپنی دونوں جہان کی زندگی جاننے، وہ انہیں بتا دیتا! اندھو جسے ترقی سمجھ رہے ہو، سخت تنزل ہے، جسے عزت جانتے ہو اشد ذلت ہے۔

مسلمان اگر یہ چار باتیں کرلیں تو ان شاء اللہ العزیز آج ان کی حالت سنبھلی جاتی ہے، آپ کے سوال کا جواب تو یہ ہے، مگر یہ تو فرمایئے کہ سوال وجواب سے حاصل کیا؟ جب کوئی اس پر عمل والا نہ ہو، عمل کی حالت ملاحظہ ہو:

اوّل پر یہ عمل ہے کہ گھر کے فیصلے میں اپنے دعوے سے کچھ بھی کمی ہو تو منظور نہیں اور کچہری جا کر اگرچہ گھر کی بھی جائے، ٹھنڈے دل سے پسند۔ گرہ گرہ بھر زمین پر طرفین سے دو دو ہزار بگڑ جاتے ہیں، کیا آپ ان حالتوں کو بدل سکتے ہیں؟ **فَھَلْ اَنْتُمْ مُنْتَھُوْنَ۔**

دوم کی یہ کیفیت کہ اول تو خاندانی لوگ حرفت وتجارت کو عیب سمجھتے ہیں اور ذلت کی نوکریاں کرنے، ٹھوکریں کھانے، حرام کام کرنے، حرام مال کھانے کو فخر وعزت، اور جو تجارت کریں بھی تو خریداروں کو اتنا حس نہیں کہ اپنی ہی قوم سے خریدیں، اگرچہ پیسہ زائد سہی، کہ نفع ہے تو اپنے ہی بھائی کا ہے۔ اہل یورپ کو دیکھا ہے کہ دیسی مال اگرچہ ولایتی کی مثل اور اس سے ارزاں بھی ہو، ہرگز نہ لیں گے اور ولایتی گراں خرید لیں گے۔ ادھر بیچنے والوں کی یہ حالت کہ ہندو آنہ روپیہ نفع لے، مسلمان صاحب چونی سے کم پر راضی نہیں اور پھر لطف یہ کہ مال بھی اس سے ہلکا بلکہ خراب، ہندو تجارت کے اصول جانتا ہے کہ جتنا تھوڑا نفع رکھے اتنا ہی زیادہ ملتا ہے اور مسلمان صاحب چاہتے ہیں کہ سارا نفع ایک ہی خریدار سے وصول کرلیں۔ ناچار خریدنے والے مجبور ہوکر ہندو سے خریدتے ہیں، کیا تم یہ عادتیں چھوڑ سکتے ہو؟ **فَھَلْ اَنْتُمْ مُنْتَھُوْنَ۔**

سوم کی یہ حالت کہ اکثر امراء کو اپنے ناجائز عیش سے کام ہے۔ ناچ رنگ وغیرہ بے حیائی یا بیہودگی کے کاموں میں ہزاروں لاکھوں اُڑا دیں، وہ ناموری ہے، ریاست ہے، اور مرتے بھائی کی جان بچانے کو ایک خفیف رقم دینا ناگوار، اور جنہوں نے بنیوں سے سیکھ کرلین دین شروع کیا وہ جائز نفع کی طرف توجہ کیوں کریں؟ دین سے کیا کام، اللہ ورسول کے احکام سے کیا غرض، ختنہ نے انہیں مسلمان کیا اور گائے کے گوشت نے مسلمانی قائم رکھی، اس سے زائد کیا ضرورت ہے۔ نہ انہیں مرنا نہ اللہ واحد قہار کے حضور جانا، نہ اعمال کا حساب دینا، **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ**، پھر سود بھی لیں تو بنیا اگر بارہ آنے مانگے، یہ دو ڈیڑھ سے کم پر راضی نہ ہوں، ناچار حاجت مند بنیوں کے ہتھے چڑھتے ہیں اور جائدادیں اُن کی نذر کر بیٹھتے ہیں۔

چہارم کا حال ناگفتہ بہ ہے کہ انٹرنس پاس کو رزّاق مطلق سمجھا ہے۔ وہاں نوکری میں عمر کی شرط، پاس کی شرط، پھر پڑھائی وہ مفید کہ عمر بھر کام نہ آئے، نہ اس نوکری میں اس کی حاجت پڑے۔ اپنی ابتدائی عمر کہ وہی تعلیم کا زمانہ ہے یوں گنوائی، اب پاس ہونے میں جھگڑا ہے، تین تین بار فیل ہوتے ہیں اور پھر لپٹے جاتے ہیں اور قسمت کی خوبی کہ مسلمان ہی اکثر فیل کئے جاتے ہیں۔ پھر تقدیر سے پاس بھی مل گیا تو اب نوکری کا پتا نہیں اور ملی بھی تو صریح ذلت کی، اور رفتہ رفتہ دنیوی عزّت کی بھی پائی تو وہ کہ عندالشرع ہزار ذلت، کہئے پھر علم دین سیکھنے اور دین حاصل کرنے اور نیک وبد میں تمیز کرنے کا کون سا وقت آئے گا؟ لاجرم یہ ہوتا ہے کہ دین کو مضحکہ سمجھتے ہیں۔ اپنے باپ دادا کو جنگلی، وحشی، بے تمیز، گنوار، نالائق، بیہودہ، احمق، بے خرد جاننے لگتے ہیں۔ بفرض غلط اگر یہ ترقی بھی ہوئی تو نہ ہونے سے کروڑ درجے بدتر ہوئی، کیا

تم علم دین کی برکتیں ترک کروگے فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ ۔ یہ وجوہ ہیں، یہ اسباب ہیں، مرض کا علاج چاہنا اور سبب کا قائم رکھنا حماقت نہیں تو کیا ہے، اس نے، اُس نے، اُس نے جو کچھ کیا وہ اس نے اور آنکھوں کے اندھے اب تک اس اوندھی ترقی کا رونا روئے جاتے ہیں، ہائے قوم وائے قوم۔ یعنی ہم تو اسلام کی رسی گردن سے نکال کر آزاد ہوگئے، تم کیوں قلی بنے ہوئے ہو؟ حالانکہ حقیقۃً یہ آزادی ہی سخت ذلت کی قید ہے جس کی زندہ مثال یہ ترکوں کا تازہ واقعہ ہے، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

یہ چار باتیں کیونکر جاری کی جائیں؟

اھل الرائے ان وجوہ پر نظر فرمائیں اگر میرا خیال صحیح ہو تو شہر وقصبہ میں جلسے کریں اور مسلمانوں کو ان چار باتوں پر قائم کردیں، پھر آپ کی حالت خوبی کے طرف نہ بدلے تو شکایت کیجئے۔ یہ خیال نہ کیجئے کہ ایک ہمارے کئے کیا ہوتا ہے، ہر ایک نے یوں ہی سمجھا تو کوئی کچھ نہ کرے گا بلکہ ہر شخص یہی تصور کرے کہ مجھی کو کرنا ہے، یوں ان شاء اللہ تعالیٰ سب کرلیں گے۔ چند جگہ جاری تو کیجئے پھر خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے، خدا نے چاہا تو عام بھی ہوجائے گا، اس وقت آپ کو اس کی برکات نظر آئیں گی، وہی آیہ کریمہ کہ ابتداء سخن میں تلاوت ہوئی۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ ﴿الآیۃ﴾ جس طرح برے روبہ کی طرف اپنی حالت بدلنے پر تازیانہ ہے یوں ہی نیک روش کی طرف تبدیلی پر بشارت ہے کہ اپنے کرتب چھوڑو گے تو ہم تمہاری اس ردی حالت کو بدل دیں گے، اے رب ہمارے ہماری آنکھیں کھول اور اپنے پسندیدہ راستہ پر چلا، صدقہ رسولوں کے سورج، مدینہ کے چاند کا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وکرم، آمین۔

خیر یہ مرثیہ تو عمر بھر کا ہے، مسلمان ان چار باتوں میں سے ایک کو بھی اختیار کرتے نہیں معلوم ہوتے، مگر ضرورت امداد ترک کی نسبت کہئے[۱] مرثیے ہزاروں پڑھے گئے مگر سوائے بعض غربا کے امراء ورؤساء بلکہ دنیا بھر کے والیان ملک نے بھی کوئی قابل قدر حصہ نہ لیا، وہ جو فوجی مدد دے سکتے تھے، وہ لاکھوں پونڈ بھیج سکتے تھے، وہ ہیں اور بے پرواہی۔ گویا انہوں نے کچھ سنا ہی نہیں، انہیں جانے دیجئے وہ جانیں اور ان کی مصلحت، آپ بیتی کہئے کتنا چندہ ہوا ہے جس پر ہمدردیٔ اسلام کا دعویٰ ہے؟ مصارف جنگ کچھ ایسے ہلکے ہیں، جتنا چندہ جا چکا ہے ایک دن لڑائی میں اس سے زیادہ اڑ جاتا ہے۔ اب بھی اگر تمام ہندوستان کے جملہ مسلمان، امیر فقیر غریب رئیس، اپنے سچے ایمان سے ہر شخص اپنے ایک مہینے کی آمدنی دے دے تو گیارہ مہینے کی آمدنی میں بارہ مہینے گزر کرلینا کچھ دشوار نہ ہو اور اللہ عزوجل چاہے تو لاکھوں پونڈ جمع ہوجائیں[۲]، یونیورسٹی کے لئے غریبوں کے پیٹ کاٹ کر تیس لاکھ سے زیادہ جوڑ لیا اور اس پر سود مل رہا ہے کہ اس کی مقدار بھی چالیس ہزار سے زائد ہوچکی ہے اور وہ بنی بھی نہیں۔ یہ روپے گھر سے دینا نہیں اسی کو اللہ واحد قہار کی راہ میں بھیج دیجئے، اسلام باقی ہے تو یونیورسٹی نہ بننا ضرر نہ دے گا اور اسلام نہ رہا تو یونیورسٹی کیا بخشوا لے گی، بلکہ ہم کہے دیتے ہیں کہ اس وقت ہرگز ہرگز بن بھی نہ سکے گی، اس وقت جو گت ہوگی اس کا ذکر پیش از وقت ہے اور بالفرض تنگ دل اور بخیل ہاتھ، پرایا مال بھی یوں دینے کو نہ ہو تو یہ تمام وکمال روپے سلطنت اسلام کو بقائے اسلام کے لئے بطور قرض حسن ہی دے دیجئے اور زیادہ کیا کہوں وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ وَ عَلَّمَهٗ جل مجده اتم واحكم۔

حواشی

۱؎ یہاں اشارہ پہلی جنگ عظیم کی طرف ہے جس میں انگریزوں نے یورپ کی دیگر قوموں سے مل کر سلطنتِ عثمانیہ ترکیہ پر حملہ کیا تھا اور اس عظیم اسلامی سلطنت کے حصہ بخرے کرنے کے درپے تھے۔ اس جنگ میں ترکوں کو اندرونی غداروں کی وجہ سے شکست ہوئی تھی۔ ہندوستان میں ترکی سلطنت کی حمایت میں تحریک خلافت شروع کی گئی، جس میں بعض مسلم زعماء وعلماء کے علاوہ کانگریسی ہندو رہنما خصوصاً گاندھی جی پیش پیش تھے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ سلطنت ترکیہ کی اعانت و مدد کے

پُرزور حمایتی تھے تاہم ''تحریکِ خلافت'' میں شامل زعما کے طریقۂ کار سے انہیں سخت اختلاف تھا۔ سلطنتِ اسلام کی حمایت و نصرت کا معاملہ خالصتاً ایک اسلامی معاملہ تھا، وہ اس میں ہندوؤں کی شرکت اور گاندھی جی کی قیادت کے قطعی خلاف تھے کیونکہ انہوں نے اپنی دور بینی اور سیاسی تدبر سے بھانپ لیا تھا کہ گاندھی جی مسلمانوں کے جذبات کو برافروختہ کر کے برٹش انڈیا کے سیاسی پلیٹ فارم سے اپنی لیڈری کی دوکان چمکا رہے تھے، مسلمانوں سے سلطانِ ترکی اور ترک مسلمانوں کی مدد کے نام پر چندے بٹور رہے تھے، جس کا کوئی حساب و کتاب لینے والا نہیں تھا۔ امام احمد رضا نے یہاں بڑی حقیقت پسندانہ باتیں بیان فرمائی ہیں جو آج کے حالات کے تناظر میں بھی مسلمانانِ عالم کی حالت سدھارنے اور یہود و نصاریٰ، امریکہ سپر پاور اور یورپی یونین کی مسلمانانِ عالم کے خلاف سازشوں کے خلاف بندھ باندھنے کے لئے اتنی ہی اہم ہیں جتنی آج سے سو سال قبل کے حالات میں تھیں۔ اُس وقت امام احمد رضا نے فرمایا تھا کہ ہندو قیادت اور نیشنلسٹ (کانگریسی) علماء و زعماء (غیر منقسم) ہندوستان کے غریب مسلمانوں سے جو چندہ بٹور رہے ہیں، وہ ترکوں کے ایک دن کے فوجی اخراجات (Standing Army Expensive) کے لئے بھی کافی نہیں چہ جائے کہ اس سے ہر محاذ پر تسلسل کے ساتھ ان کے اخراجات کی کفالت ہو سکے، اس کے لئے ایک خطیر رقم کی ضرورت تھی۔ اس سلسلے میں امام احمد رضا کی تین تجاویز تھیں: اول برصغیر کے تمام غریب و امیر مسلمان مل کر اپنی ایک ایک ماہ کی تنخواہ معتمد مسلمانوں کی کمیٹی کے حوالے کریں جو حکومتِ ترکیہ کے ذمہ داروں تک اس کی محفوظ ترسیل کو یقینی بنائے۔ دوم یہ کہ برصغیر کے تمام رؤساء، والیانِ ریاست، اور دیگر اسلامی ممالک کے حکمران، بادشاہ وغیرہ سب مل کر ترکوں کی بھرپور مالی اور فوجی مدد کریں تاکہ ترک فوجیں ہر محاذ پر فرنگیوں اور یورپی فوجوں کی یلغار سے اپنا دفاع کر سکیں اور جن ترک علاقوں پر انہوں نے قبضہ کر لیا ہے اسے آزاد کرا سکیں۔ سوم یہ کہ ہندوستانی مسلمان حکومتِ برطانیہ اور ہندوؤں سے ہوشیار رہیں۔ ہندوستان کے مسلمان اس وقت بے دست و پا ہیں۔ اس لئے از خود ہلاکت میں نہ پڑیں، نہ حکومت ان کے پاس ہے نہ معاشی طاقت۔ اس لئے ہندوؤں کے اکسانے پر نہ تو حکومتِ برطانیہ سے خوامخواہ ٹکر لیں اور نہ ہی اپنے اس وطن کو جہاں انہوں نے ایک ہزار سال تک حکومت کی ہے، چھوڑ کر اور ہجرت کر کے کسی دوسرے ملک جائیں بلکہ یہیں رہ کر خود کو سیاسی، معاشی اور تعلیمی اعتبار سے منظم اور مستحکم کر کے سیاسی طور پر اپنا علیحدہ تشخص بنائیں اور آزادی کی جدوجہد کریں۔

آج کے حالات کے تناظر میں اگر مسلمانانِ عالم، خصوصاً مسلم ریاستوں کے حکمراں، مسلمان تاجر، رؤسا اور انڈسٹریلسٹ سب مل کر امام احمد رضا کے پیش کردہ اس عظیم فلاحی منصوبہ پر متحد ہو کر ایک پلاننگ کے تحت کام کرتے تو فلسطین، کشمیر، افغانستان، عراق کے مسلمانوں کے لئے آج یہ تباہ کن حالات نہ پیدا ہوتے اور نہ ہی مسلمان آج عالم میں یوں ذلیل و رسوا ہوتے۔ اب بھی وقت ہے کہ مسلمانانِ عالم خصوصاً مسلمان حکمراں عقل کے ناخن لیں اور دنیاوی سپر پاور سے ڈرنے کے بجائے اللہ خالق و مالک اور اس کے رسولِ مکرم و معظم ﷺ سے ڈریں، تقویٰ اختیار کریں، یہود و نصاریٰ کے ایجنڈے کو چھوڑ کر امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کے مذکورہ اصلاحی و فلاحی منصوبہ پر عمل پیرا ہوں، ان شاء اللہ فتح و نصرت ان کے قدم چومے گی، وگرنہ خدانخواستہ ان کی موجودہ بے حسی اور بزدلانہ پالیسیوں کے سبب اگر مسلمانوں کے اقتدارِ اسلامی اور ان کی معیشت و اقتصادیات کو نقصان پہنچا تو ان کی حکمرانی بھی باقی نہ رہ سکے گی۔ وجاہت

۲ چندہ اسے دینا چاہئے جو تُرکوں تک پہنچا دے نہ کہ سیکنڈ کلاس کے سفر کرنے والوں اور ہوٹلوں میں قیام کرنے والوں کو۔ (مصنف علیہ الرحمۃ)

﴿مراد یہاں خلافت کمیٹی کے زعماء، گاندھی جی اور کانگریسی نواز علماء ہیں۔ وجاہت﴾

رحلت

دنیائے اہلسنّت کی معروف روحانی و سماجی شخصیت، پیر طریقت جناب سید حامد اشرف اشرفی الجیلانی اس دارِ فانی سے کوچ فرما گئے۔ ادارۂ ہٰذا کے صدر صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری، جنرل سیکریٹری پروفیسر مجید اللہ قادری سمیت تمام اراکین اس سانحہ پر رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں اور ربِ ذوالجلال کی بارگاہ میں دعاگو ہیں کہ اللہ انہیں اپنے حبیبِ لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے و طفیل اپنے جوارِ رحمت میں خاص جگہ عطا فرمائے اور ان کے لواحقین، مریدین و معتقدین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

موضوعات، مذاکرات، فیصلے

مفتی محمد نظام الدین رضوی*

۴۔ نفقہ وغیرہ ضروری حقوق سے زوجہ کی محرومی اور مجبوری کے سبب فسخِ نکاح کی اجازت

شوہر، بیوی کی خوراک پوشاک دینے سے بالکل عاجز و مجبور ہو تو اسے ''تعَسُّرِ نفقہ'' کہتے ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی چالاک شخص فرضی کاروبار ظاہر کر کے نکاح کر لیتا ہے، حالآنکہ اس کے پاس کچھ نہیں ہوتا، یا شروع میں کچھ ہوتا ہے اور بعد میں وہ بالکل مفلوک الحال ہو جاتا ہے۔

یا شوہر لاپتہ ہو گیا اور گھر پر عورت کے گزارے کے لئے کچھ بھی نہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شوہر موجود ہے اور خوشحال بھی مگر بے رحم ہے، معمولی بات پر عورت کو یہ سزا دیتا ہے کہ اسے نان و نفقہ اور دوسرے حقوقِ زوجیت سے محروم کر دیتا ہے اور طلاق بھی نہیں دیتا کہ وہ آزاد ہو کر اپنا کچھ انتظام کر سکے، وہ ہر طرف سے مجبور ہو کر دارالافتاء کا سہارا لیتی ہے کہ اس مصیبت سے رہائی کی کوئی سبیل بتائی جائے، وہاں سے محروم واپس ہوتی ہے تو کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹاتی ہے، اس طرح کے کثیر مقدمات کچہریوں میں پڑے ہوئے ہیں اور وہاں سے جو فیصلے صادر ہوتے ہیں ان کا حال کسی سے مخفی نہیں، اس طرح کے سنگین امور پر توجہ دینا وقت کا ایک اہم مسئلہ تھا اس لئے علمائے کرام نے اجتماعی طور پر غور و فکر کر کے اس باب میں درج ذیل فیصلے صادر فرمائے:

فسخِ نکاح بوجہ تعَسُّرِ نفقہ

سوال: شوہر غربت و افلاس کے باعث نفقہ کے انتظام سے عاجز ہو اور عورت صبر سہنے کے لئے آمادہ نہ ہو تو کیا اسے بوجہ حاجت دائمہ یہ اجازت ہے کہ حنفی قاضی کے یہاں درخواست دے اور قاضی بعد تحقیق اس کا نکاح فسخ کر دے؟

جواب: اصل مذہب حنفی تو یہی ہے کہ تعَسُّرِ نفقہ کی بنیاد پر نکاح فسخ نہیں ہوتا اور قاضی کو تفریق کا حق نہیں لیکن دفعِ ضرر کے لئے عصرِ حاضر میں عورت کو یہ اجازت ہے کہ قاضی حنفی کے یہاں اپنی مصیبت و پریشانی سے رہائی کے لئے درخواست دے لیکن قاضی فوراً فسخِ نکاح کا فیصلہ نہ صادر کرے بلکہ حسبِ ذیل تدریجی کاروائی کرے۔

﴿الف﴾ پہلے تحقیق کرے کہ عورت واقعی تعَسُّرِ نفقہ کے صبر آزما حالات سے مسلسل دوچار ہے یا نہیں؟ اگر تحقیق سے یہ ثابت ہو کہ واقعہ اس کے برخلاف ہے، یعنی اسے تعَسُّرِ نفقہ کی دشواری عارضی طور پر پیش آگئی ہے، حاجتِ دائمہ کی صورت نہیں ہے یا اسے تعَسُّرِ نفقہ کا سرے سے کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے، بلکہ کسی اور وجہ سے دونوں کے درمیان رنجش پیدا ہو گئی ہے تو قاضی دونوں کی شکایتیں دور کر کے صلح کرا دے اور دونوں کو ترغیب و ترہیب کے ذریعہ ایک دوسرے کے حقوق کی حفاظت کرنے کی ہدایت دے کر مقدمہ ختم کر دے۔

﴿ب﴾ اور اگر تحقیق سے یہ ثابت ہو جائے کہ عورت مسلسل تعَسُّرِ نفقہ کے آزار میں مبتلا ہے اور شوہر کی حالت جوں کی توں بنی ہوئی ہے یعنی محتاج ہے اور بیوی کے حق میں حاجت دائمہ متحقق ہے تو شوہر کو حکم دے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے کر آزاد کر دے تاکہ اس کی وجہ سے دوسری زندگی مصیبت کے بھنور میں نہ پھنسی رہے۔ ارشادِ باری ہے: فَامْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ (البقرہ:۲۳۱)

اور اگر شوہر نرمی سے طلاق نہ دے تو اس کے ساتھ سختی کرے، پھر بھی نہ مانے تو اس کے بائیکاٹ کا فرمان جاری کر دے تاکہ معاشرتی دباؤ سے تنگ آکر اصلاح پذیر ہو۔

﴿ج﴾ لیکن اگر شوہر کسی طرح بھی طلاق دینے کے لئے آمادہ

---

* صدر شعبۂ افتاء، جامعہ اشرفیہ

نہ ہو اور انکار و سرکشی پر قائم رہے تو موجودہ حالات میں اب فسخِ نکاح سے چارہ نہیں۔ اگر اس علاقہ میں سنی صحیح العقیدہ شافعی قاضی موجود ہوں جیسے کیرالا وغیرہ کے علاقے، تو مستحسن یہ ہے کہ حنفی قاضی یہ مقدمہ شافعی قاضی کے یہاں منتقل کر دے اور شافعی قاضی ضروری کاروائی کے بعد نکاح فسخ کر کے پھر حنفی قاضی کے یہاں بھیج دے، حنفی قاضی بعد ملاحظہ فیصلہ اسے نافذ کر دے، ساتھ ہی واضح کر دے کہ مستغیثہ عدت گزار کر دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے۔

﴿د﴾ اور اگر اس علاقہ میں سنی صحیح العقیدہ شافعی قاضی موجود نہ ہوں جیسا کہ عامۂ دیارِ ہند و پاک وغیرہ کا یہی حال ہے تو حرجِ عظیم و ضررِ شدید کے ازالہ کے لئے اجازت ہے کہ اب حنفی قاضی براہِ راست یہ نکاح فسخ کر دے جیسا کہ ہمارے اکابرِ اہلسنّت نے مفقود الخبر کے باب میں یہی موقف اپنایا کہ مالکی قاضی نہ ملنے کی وجہ سے حنفی قاضی کو براہِ راست فسخِ نکاح کی اجازت دی، اور آج تمام اہلِ سنت کا اسی پر عمل درآمد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

شوہر غربت و افلاس کا شکار نہیں مگر عورت نفقہ سے محروم ہے۔ اس کی چار صورتیں ہیں:

(۱) شوہر مفقود الخبر ہے یعنی ایسا لاپتہ ہے کہ اس کی موت و حیات کا بھی سراغ نہ مل سکے، ساتھ ہی وہ نقد و جنس بھی مفقود ہو جس سے عورت کا کام چل سکے۔

(۲) شوہر غائب ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ کہاں ہے؟ کب آئے گا؟ ہاں یہ معلوم ہو کہ وہ زندہ ہے خواہ کہیں بھی ہو۔ اس کو فقہ کی اصطلاح میں ''غیبتِ منقطعہ'' کہتے ہیں۔

(۳) شوہر غائب ہو مگر غیبتِ منقطہ نہ ہو یعنی معلوم ہے کہ فلاں جگہ ہے مگر آتا نہیں اور نہ ہی کسی طرح اس سے نفقہ حاصل ہو پاتا ہے۔

(۴) شوہر موجود ہے مگر اس نے بیوی کو معلّقہ بنا دیا ہے، نہ طلاق دے کر اسے آزاد کرتا ہے نہ ہی اس کے حقوق نان و نفقہ وغیرہ ادا کرتا ہے۔

ظاہر ہے کہ ان صورتوں میں عورت جہاں نان و نفقہ سے محروم ہے وہیں حقوقِ زوجیت سے بھی محروم ہے جس کے باعث اس زمانہ میں اکثر یا کثیر عورتوں کے مبتلائے گناہ ہونے کا عظیم خطرہ درپیش ہے۔ یہ خود ایک سخت ضرر اور حرج ہے۔

احکام: (۱) شوہر مفقود الخبر ہو جس کے باعث تعذّرِ نفقہ کی صورت درپیش ہو گئی اس کا حکم امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے یہاں یہ ہے کہ فسخِ نکاح جائز ہے اور یہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک قول ہے جسے کثیر فقہائے شافعیہ نے اختیار کیا ہے۔

فقۂ مالکی کی معتمد کتاب ''مختصر العلامۃ خلیل'' اور اس کی شرح منح الجلیل (ج:۴۔ص:۲۰۳) میں یہ مضمون ہے کہ اگر مفقود نے گھر پر اتنا مال چھوڑا ہے جس سے بیوی اپنے نان نفقہ کا انتظام کرتی رہے ساتھ ہی غلبۂ شہوت کے باعث گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو قاضی زوجہ کی طلب پر اسے چار سال تک شوہر کے انتظار کی مہلت دے گا اور اگر اس کے لئے شوہر کے مال سے نفقہ کا انتظام نہ ہو تو عدم نفقہ کے باعث قاضی بعد تحقیق واقعی اس کا نکاح فوراً فسخ کر دے گا۔ یونہی اگر عورت کو غلبۂ شہوت کے باعث گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو بھی قاضی اس کا نکاح کوئی میعاد مقرر کیے بغیر فسخ کر دے گا۔

علمائے حنفیہ نے زوجۂ مفقود الخبر کے بارے میں امام مالک کی جو تقلید فرمائی ہے اور عورت کے لئے چار سال کی مدت مقرر فرمائی ہے وہ انہی شرطوں کے التزام کے ساتھ ہے۔ جب بوجہ ضرورت شرعیہ اپنے مذہب سے عدول کر کے چار سال کی تاجیل جائز ہے تو عدم نفقہ و خوفِ گناہ کی صورت میں اسی طرح کی ضرورتِ شرعیہ کی بنا پر اب بلا تاجیل بھی فسخِ نکاح کی اجازت ہے۔

(۲) غیبتِ منقطعہ کی صورت میں شیخ الاسلام نے یہ بیان فرمایا کہ جس قاضی کے مذہب میں عجز عن النفقہ کے سبب فسخِ نکاح جائز ہو، حنفی قاضی اس کے یہاں مقدمہ منتقل کر کے فسخ کرا دے۔

(فتاویٰ ہندیہ۔ ج:۱۔ص:۵۵۰،۵۵۱)

(۳) غیبتِ غیر منقطعہ کی صورت میں جب حصولِ نفقہ متعذر ہو جائے تو وہ بھی غیبتِ منقطعہ کی طرح ہے اس لئے اس میں بھی غیبتِ منقطعہ کا حکم ہے۔ اس کے قائل فقہ حنفی کے جلیل القدر ائمہ وفقہاء ہیں۔

(۴) پہلے اپنے مذہب کے دائرہ میں رہتے ہوئے کچھ مؤثر تدبیریں اپنائی جائیں۔ وہ بے اثر ہو جائیں تو کسی حنفی قاضی کے یہاں مقدمہ پیش کرے وہ بعدِ تحقیق فسخِ نکاح کا فیصلہ کر دے۔

پہلی، دوسری اور تیسری صورتوں میں بھی حکم یہی ہے کہ پہلے دفعِ ضرر کی تدابیر اپنے مذہب کے دائرے میں رہ کر اختیار کی جائیں، وہ بے اثر ہو جائیں تو آخری مرحلے میں ناچار فسخِ نکاح کے فیصلہ کی بھی گنجائش ہے۔ تدابیر یہ ہیں:

☆ پہلے لڑکی کو صبر وشکر اور خوفِ خدا کی تلقین کریں روزے رکھنے کی ہدایت دیں۔ ساتھ ہی اس کے گھر والوں اور کچھ اہلِ خیر کو اس کے نفقہ کے انتظام کی ترغیب دیں۔ دنیا اربابِ خیر سے خالی نہیں، گھر کے لوگ کچھ نہ کچھ انتظام کرتے ہی ہیں اور اب بھی ہزار ہا خواتین صابرہ، شاکرہ، خائفہ اور خاشعہ پائی جاتی ہیں۔ ممکن ہے یہ انہی میں سے ہو اور تلقین قبول کر لے۔ پھر اگر عورت دوبارہ استغاثہ کرے تو بھی ہدایت وتلقین دے کر قاضی اسے واپس کر دے۔ لیکن اگر اس کے بعد بھی عورت استغاثہ کرے اور اس کی عمر، حالت، عادت (چال چلن) کے پیشِ نظر یہ ظن غالب ہو کہ وہ حدود اللہ سے تجاوز کر سکتی ہے یا نفقہ کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے مسلسل اذیت سے دوچار ہے یا دونوں ہی باتیں جمع ہیں تو اب مذہب حنبلی پر فتویٰ وقضا کی اجازت ہوگی۔

چوتھی صورت پر مزید تدابیر یہ ہیں:

جو عورت مبتلائے آفات ہو چکی اس کی گلوخلاصی کی تدبیر فتاویٰ رضویہ جلد خامس میں متعدد مقامات پر یہ بتائی گئی کہ عورت حاکمِ اسلام کے یہاں استغاثہ کرے، وہ شوہر کو اس بات پر مجبور کرے کہ اپنی بیوی کو نفقہ دے، وظیفۂ زوجیت ادا کرے ورنہ طلاق دے، اگر نہ مانے تو قید کرے، اس پر بھی نہ مانے تو مارے یہاں تک کہ وہ دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کر لے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے زمانے میں رام پور وغیرہ بلادِ اسلامیہ میں ایسے بااقتدار حکام تھے جو اس طرح کی مظلوم عورت کو شوہر کے پنجۂ ظلم واستبداد سے اپنی طاقت واقتدار کے بل بوتے چھڑا سکتے تھے مگر آج کے دور میں کوئی ایسا بااقتدار قاضی شریعت نہیں جو ظالم شوہر کو قید کرے، مارے اور حسنِ معاشرت یا طلاق پر مجبور کرے، اس کے لئے اب اس کے بتدریج تین حل ہیں:

(۱) ایک یہ کہ شوہر کا معاشرتی بائیکاٹ کیا جائے اور اس میں کچھ بھی ڈھیل نہ رکھی جائے۔ اس تعزیر کے ذریعہ سوائے سرکش اور بے توفیق شخص کے ہر وہ انسان اصلاح پذیر ہو سکتا ہے جس کا ضمیر کچھ بھی زندہ ہو اور اس میں کچھ بھی اسلامی حمیت وغیرت موجود ہو۔

(۲) لیکن اگر وہ سخت دل، مردہ ضمیر و بے توفیق ہی نکلا اور سرکشی سے باز نہ آیا تو عورت کو صبر وشکر اور راضی برضائے الٰہی رہنے، نیز روزے رکھنے کی ہدایت کی جائے اور اس پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں۔

(۳) لیکن اگر عورت اس کے باوجود بھی عدم صبر کی شکایت کرے اور اس کی عمر، حالت، عادت اس کی شاہد ہو تو اب ضرورتِ شرعیہ متحقق ہو چکی، اس مرحلے پر قاضی کو فسخِ نکاح کی اجازت ہے۔

(۵) فلیٹوں کی خرید وفروخت کے نئے طریقے

بڑے بڑے شہروں میں زمین ومکان کس قدر گراں بہا ہو چکے ہیں اس کا حال سب کو معلوم ہے۔ اب بنا بنایا فلیٹ یک مشت دام دے کر خریدنا عام لوگوں کے بس سے باہر اور کم از کم حد درجہ دشوار ضرور ہو گیا ہے اس لئے کچھ اصحابِ ثروت کو چھوڑ کر زیادہ تر لوگ فلیٹوں کی خرید وفروخت کا جدید طریقہ اختیار کر چکے ہیں۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ مکان یا

بلڈنگ کا پورا پلان بنانے کے بعد قبل از تعمیر ہی بکنگ شروع ہو جاتی ہے اور ایک معاہدہ کے تحت جیسے جیسے مکان تکمیل کے مراحل سے گزرتا جاتا ہے خریدار اس کی قسطیں ادا کرتا رہتا ہے، قبضہ ملنے پر وہ اپنی آخری قسط ادا کرتا ہے، مگر خریدار فلیٹوں میں مالکانہ تصرف بیع، ہبہ وغیرہ سوسائٹی کی اجازت سے ہی کر سکتے ہیں اور سوسائٹی کے ارکان صرف فلیٹوں کے خریدار ہوتے ہیں، فلیٹوں کی اس طرح خرید وفروخت پہلے نہیں ہوتی تھی اس لئے یہ سوال پیدا ہوا کہ شرعی نقطۂ نظر سے یہ جائز ہے یا ناجائز؟ اس عنوان پر فقہ حنفی کے جزئیات کو سامنے رکھ کر بہت کچھ مباحثے ہوئے، اخیر میں جن امور پر اتفاق ہوا وہ فیصلے کی شکل میں درج ذیل ہیں:

فلیٹوں کی خرید و فروخت کے جدید طریقے و احکام

(۱) کثیر منزلہ بلڈنگ تیار کرنے کے بعد اس کے حصوں کی فروخت اور خریداروں کا حسبِ استطاعت حصے لے کر مالک بننا اور تصرف کرنا باتفاق مندوبین جائز و درست ہے۔

(۲) مذہبِ امام اعظم رضی اللہ عنہ جو ماخوذ و مفتیٰ بہ ہے اس کی رو سے اس وقت ''بیع استصناع'' نہیں ہو سکتی جب کہ ایک ماہ یا زیادہ دنوں کی مدت بیع میں مذکور ہو لیکن صاحبین رحمہما اللہ کا مذہب یہ ہے کہ تعامل کی صورت میں ذکر مدت کے ساتھ بھی استصناع جائز ہے اور مدت کا ذکر تعجیل پر محمول ہوگا۔

اب یہ دیکھا جاتا ہے کہ شہروں میں مکان بہت گراں قیمت ہوتے ہیں، بیک وقت ان کی مکمل تعمیر میں کثیر سرمایہ لگانا اور کثیر سرمایہ دے کر خریدنا دونوں مشکل ہے اس لئے یہ رواج ہوا کہ کچھ لوگ فلیٹوں کا نقشہ بنا کر بکنگ شروع کر دیتے ہیں اور خریدنے والے بھی قسطوں پر خریداری شروع کر دیتے ہیں، انہیں اگر تکمیلِ عمارت کے بعد یکمشت خریداری کا پابند کیا جائے تو سخت دشواری میں مبتلا ہوں گے۔

اولاً ان کے پاس بیک وقت اتنا سرمایہ جمع ہونا مشکل ہوگا۔

ثانیاً جب قسط وار خریدنے والے فلیٹ کا ہر حصہ خرید چکے ہوں گے تو ایک مشت سرمایہ دے کر بھی بلڈروں سے ان کو مکان نہ مل سکے گا جبکہ مکان کی ضرورت ہر شخص کو ہے۔ الحاصل ان حالات میں ان کے لئے مذہبِ امام اعظم سے عدول کے لئے حاجت شرعیہ متحقق ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ بہت سے شہروں میں اس طریقۂ خرید وفروخت پر عوام و خواص کا عمل جاری ہے، اس صورت میں صاحبین علیہما الرحمہ کے نزدیک ایک ماہ یا زیادہ مدت ذکر ہونے کے باجود استصناع جائز ہے اور قولِ صاحبین بھی باقوت ہے اس لئے اس صورت کو استصناع کے دائرے میں رکھتے ہوئے قولِ صاحبین پر جائز ہونے کا حکم دیا جاتا ہے۔

(۳) اس فیصلے کی روشنی میں پہلے ادا کی جانے والی قسطیں بننے والی عمارت کا ثمن ہیں۔

(۴) کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ کے تحت ہر خریدار اپنے حصہ کا حقیقۃً وقانوناً مالک ہوتا ہے اور سوسائٹی کو جو روکنے یا اجازت دینے کا حق ہوتا ہے نظر فقہی میں وہ حقِ شفعہ ہے جو جائز و درست ہے۔

(۵) جب زمین ایک شخص کی ہو اور وہ کسی سے اس پر بلڈنگ تعمیر کرائے پھر زمین والا اپنی زمین کے عوض اور بلڈر اپنے تعمیر کے سبب باہم مقرر حصوں کی تقسیم کر لیں۔ اس صورت میں زمین کے عوض عمارت کی خریداری اور تعمیر کے بدلے زمین کی خریداری عمل میں آتی ہے مگر دونوں کے لئے صرف فلیٹوں کے حصے متعین ہوئے ہیں، زمین کسی خاص کی ملک قرار نہیں دی جاتی تو زمین میں تمام حصہ داروں کی بطور مشاع شرکت ملک ہوتی ہے۔ اس لئے تنہا کوئی شخص اس کی بیع نہیں کر سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆☆☆☆☆☆

رضا تحقیقی و علمی منصوبہ..................ایک اہم گزارش

(Raza Higher Educational Research Project)

ادارے نے اعلیٰ حضرت پر پی ایچ۔ڈی کرنے کے خواہش مند اسکالرز کی رہنمائی کے لئے ''رضا ہائر ایجوکیشنل ریسرچ پروجیکٹ'' تیار کیا ہے جس کا ابتدائی کام اعلیٰ حضرت پر تحقیق کرنے والے بین الاقوامی اسکالرز کی تیز رفتار بڑھتی ہوئی ضروریات کو بروقت پورا کرنے کے لئے تحقیقی خاکوں (Research Plans) کی تیاری ہے۔اس پروجیکٹ کے تحت مختلف عنوانات پر تقریباً ایک ہزار تحقیقی خاکوں کو مدون کر کے کتابی شکل میں اسکالرز کو رہنمائی کی سہولیات مہیا کرنا ہے۔اس لئے تمام اسکالرز، علماء، محققین اور پروفیسرز حضرات صاحبان سے گذارش ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت کی مناسبت سے ہمیں فقہ، حدیث، سیاسیات، اردو، فارسی، عربی زبان وادب اور شاعری کی خصوصیات، سوشیالوجی، جدید علوم، تعلیمی نظریات وغیرہ پر مختلف عنوانات کے حوالے سے تحقیقی خاکے (Research Plans) ارسال فرمائیں تاکہ عالمی سطح پر یونیورسٹی کے طلباء اور اسکالرز کی رہنمائی کی جاسکے۔

اس حوالہ سے تیسرا ریسرچ پلان شاملِ اشاعت ہے جو محترم جناب **مولانا محمد شفیق اجمل صاحب*** نے مرتب کیا ہے۔ہم ان کے ممنون ہیں اور ان کے شکریہ کے ساتھ معارف میں شائع کر رہے ہیں۔ ﴿ادارہ﴾

بیسویں صدی میں مولانا احمد رضا حنفی اور علمائے اہلسنّت کی ادبی و دینی خدمات

باب اول: ۱۸۵۷ء کے بعد ہندوستان کا سیاسی منظر نامہ

باب دوم: بیسویں صدی کا ادبی ماحول

باب سوم: بیسویں صدی میں ہندوستان کی مذہبی صورتحال

باب چہارم: سنیت کی تعریف اور اس کی تاریخ
عہدِ نبوی سے دورِ حاضر تک

باب پنجم: اہلِ سنت کے اکابر علماء
(الف) شیخ احمد سرہندی
(ب) شاہ ولی اللہ دہلوی
(ج) شیخ عبدالحق محدث دہلوی
(د) علامہ فضلِ حق خیرآبادی
(ہ) امام احمد رضا محدث بریلوی

باب ششم: بیسویں صدی میں امام احمد رضا حنفی اور علمائے اہلِ سنت کی ادبی خدمات
(الف) نثر نگاری
(ب) شاعری

باب ہفتم: بیسویں صدی میں امام احمد رضا حنفی اور علمائے اہلِ سنت کی دینی خدمات
(الف) دینی مدارس
(ب) دینی کتابیں
(ج) تحریکیں
(د) خانقاہیں

باب ہشتم: ماحصل

کتابیات

---

*ریسرچ اسکالر، بنارس ہندو یونیورسٹی، وارانسی، انڈیا

فہرستِ عنوانات برائے مقالہ نگاری (ایم ۔فِل/ پی ایچ ۔ڈی)

علماء واسکالرز حضرات سے درخواست ہے کہ امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۶ء کے لئے درج ذیل عنوانات میں سے کسی ایک عنوان پر اپنا تحقیقی مقالہ تحریر کر کے بھیجیں۔ تحریر جدید تحقیق کے معیار پر دلائل اور حوالہ جات سے مزین ہو، کمپوز شدہ ہو یا اس کی سی۔ڈی، معارفِ رضا کے دس (۱۰) صفحات سے زیادہ نہ ہوں۔ مقالہ ۱۵؍فروری ۲۰۰۶ء تک ادارہ کو موصول ہو جائے۔ تاخیر سے ملنے والے مقالے شاملِ اشاعت نہ ہو سکیں گے۔ مقالہ درج ذیل پتہ پر بھیجا جائے:

پروفیسر دلاور خان، انچارج مجلسِ تحقیق وتصنیف، ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل، ۲۵۔ جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل)، صدر کراچی۔

۱۔ معارفِ رضا: رضویات کا تجزیاتی وتوضیحاتی جائزہ
۲۔ حیات وشخصیت امام احمد رضا خاں بریلوی۔ خطوط کے آئینے میں
۳۔ امام احمد رضا خاں اور مولانا اشرف علی تھانوی: افکار کا تقابلی جائزہ
۴۔ امام احمد رضا خاں اور علامہ اقبال: افکار کا تقابلی جائزہ
۵۔ بنگلہ زبان میں رضا شناسی
۶۔ امام احمد رضا اور دعوتِ دین
۷۔ فروغ اردو کے سلسلے میں امام احمد رضا کی خدمات
۸۔ حدائقِ بخشش کی شروح کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ
۹۔ امام احمد رضا کا بریلی سے باہر قیام اور سرگرمیوں کا تحقیقی جائزہ
۱۰۔ امام احمد رضا پر معاندانہ کتب کا جائزہ
۱۱۔ تصانیفِ امام احمد رضا کے انگریزی تراجم کا تحقیقی جائزہ
۱۲۔ تصانیفِ امام احمد رضا کے بنگالی تراجم کا تحقیقی جائزہ
۱۳۔ امام احمد رضا اور تحریکِ اتحادِ اسلامی۔ (فنونِ رضا کی روشنی میں)
۱۴۔ ملفوظاتِ رضا۔ تحقیق وتجزیہ
۱۵۔ امام احمد رضا اور اکبر الہ آبادی کی تنقیدِ مغرب۔ تحقیقی مطالعہ
۱۶۔ پاکستان/ برصغیر میں فروغِ رضویات، غیر سرکاری اداروں کا کردار
۱۷۔ رضا بریلوی کے مقلد نعت گو شعراء
۱۸۔ قادیانیت پر مولانا احمد رضا خاں کے تعاقبات وتنقیدات۔ تحقیقی جائزہ
۱۹۔ امام احمد رضا خاں کے اخباری بیانات کی تدوین، حواشی وتعلقات
۲۰۔ امام احمد رضا اور معاصر سیاسی وادبی تحریکیں
۲۱۔ روزنامہ نوائے وقت کی رضا شناسی
۲۲۔ روزنامہ جنگ کی رضا شناسی/کسی بھی دیگر قومی سطح کے اخبار کی رضا شناسی
۲۳۔ امام احمد رضا اور احیائے اسلام
۲۴۔ اردو کے نمائندہ شعراء میں عشق کی روایت اور رضا بریلوی
۲۵۔ امام احمد رضا اور علامہ محمد اسماعیل نبہانی کے افکار کا جائزہ
۲۶۔ امام غزالی، شاہ ولی اللہ اور امام احمد رضا کے تعلیمی افکار
۲۷۔ امام احمد رضا اور ابن تیمیہ: افکار کا تقابلی جائزہ
۲۸۔ حدائقِ بخشش کی منتخب نعتوں کا اسلوبی جائزہ
۲۹۔ باقیاتِ رضا۔ (حدائقِ بخشش حصہ سوم) کا فکری اور فنی جائزہ
۳۰۔ کلامِ رضا میں تاریخی حوالہ جات۔ ایک تحقیقی جائزہ
۳۱۔ رضا بریلوی کے کلام میں قرآنی ماخذ۔ ایک تحقیقی جائزہ
۳۲۔ کلامِ رضا میں ارشاداتِ رسول ﷺ کے حوالہ جات۔ تحقیقی جائزہ

۳۳۔ حدائقِ بخشش میں اصحابِ رسول ﷺ کا تذکرہ۔

۳۴۔ نظمِ معطر (فارسی کلام) کا فنی اور فکری جائزہ اور شعری محاسن

۳۵۔ قصیدۃ مجیدۃ مقبولۃ فی مناقبتِ سیدنا غوث الاعظم (رضی اللہ عنہ) (موسوم بہ اکسیرِ اعظم) کی فنی اور شعری خصوصیات اور فارسی ادب میں اس کا مقام

۳۶۔ ''مثنوی ردِّ امثالیہ'': نقدِ متن حواشی وتعلیقات

۳۷۔ رضا بریلوی کی فارسی رباعیات کا تحقیقی وتنقیدی مطالعہ

۳۸۔ جدید اردو شاعری/نعت گوئی پر رضا بریلوی کے اثرات

۳۹۔ رضا بریلوی، محسن کاکوری، حسن بریلوی اور نوری بریلوی کا تقابلی مطالعہ

۴۰۔ امام احمد رضا تحریکِ پاکستان کے مؤرخین کی نظر میں۔

۴۱۔ حضرت احمد رضا محدثِ بریلوی اور حضرت عبدالحق محدثِ دہلوی کے ذہنی روابط

۴۲۔ امام احمد رضا اور اقبال کے تصورِ عشق کا تقابلی جائزہ

۴۳۔ رضا بریلوی اور سرسید کے مابعد الطبیعاتی تصورات کا تحقیقی و تقابلی جائزہ

۴۴۔ کلامِ رضا میں تاریخی شخصیات اور ان کے ساتھ رضا بریلوی کے ذہنی روابط کا جائزہ

۴۵۔ فتاویٰ رضویہ، فقہ حنفی کی نشأۃِ ثانیہ/تشکیلِ جدید

۴۶۔ علم الکلام اور امام احمد رضا

۴۷۔ فارسی مثنوی گوئی میں رضا بریلوی کا مقام

۴۸۔ فارسی کے مشہور شعری اسالیب اور رضا بریلوی کا فارسی شعری اسلوب

۴۹۔ امام احمد رضا اور ابوالاعلیٰ مودودی کے دینی اور سیاسی افکار و تصورات کا تحقیقی وتقابلی جائزہ

۵۰۔ امام احمد رضا اور ابوالکلام کے دینی و سیاسی افکار کا تحقیقی وتقابلی جائزہ

۵۱۔ غارِ حرا سے بریلی تک۔ امام احمد رضا کا سلسلۂ اسناد (الف) فقہ، (ب) حدیث

۵۲۔ عالمگیر غلبۂ اسلام میں عرف وعادات کا کردار اور فتاویٰ رضویہ

۵۳۔ حقوقِ انسانی کا مطالعہ فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں

۵۴۔ علمیات کی تحریک کے فروغ میں امام احمد رضا کا کردار

۵۵۔ جمعیتِ علمائے ہند اور جماعتِ رضائے مصطفیٰ کا تقابلی جائزہ

۵۶۔ فتاویٰ رضویہ کا نثری اسلوب

۵۷۔ طباع افراد کے اختلافات کا مطالعہ فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں

۵۸۔ مسلم فکر واعتقاد کی اصلاح میں امام احمد رضا کا کردار

۵۹۔ تعلیمی تحریک کے فروغ میں امام احمد رضا کا کردار

English:

1) Evolution of Mystic thoughts in Imam Ahmad Raza

2) Imam Ahmad Raza's concept of Ijtehad and Islamisation.

3) Imam Ahmad Raza Barailvi. A revivalist of Fourteenth A.D. Century.

4) Imam Ahmad Raza. An upholder of the Sancitity of Prophet (Sallah-o-Alaih-e-Wassalam)

اپنے دیس ـ ـ ـ ـ بنگلہ دیس میں

فروغ رضویات کا سفر

۲۰/ویں قسط

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

حضرت مفتی امین الاسلام ہاشمی صاحب کے برادرزادے محترم مدثر الرحمٰن ہاشمی صاحب زید مجدہٗ (ابن مولانا بذل الرحمٰن ہاشمی علیہ الرحمۃ) نے فقیر کو اور علامہ ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری زید مجدہٗ کو آج (یکم جولائی) شام کو اپنے دولت کدے پر عصرانہ دیا ہے۔ برادِ معظم مفتی امین الاسلام صاحب نے یاد دہانی فرمائی آج شام آپ حضرات کو میرے برادر خورد کے صاحبزادہ مولوی مدثر الرحمٰن کے گھر پر چائے کی دعوت ہے۔ مفتی صاحب نے بتایا کہ مولانا بذل الرحمٰن ہاشمی صاحب فاضل اور لائق آدمی تھے لیکن ان کی عمر نے وفا نہ کی اور جلد اللہ کو پیارے ہوگئے۔ ان کا گھر مفتی صاحب کے دولت کدے سے بالکل متصل ہے۔ ہاشمی خاندان کے یہ تمام گھر (شیخ الحدیث حضرت علامہ نور الاسلام ہاشمی کی رہائش گاہ، حضرت مفتی صاحب کی رہائش گاہ اور حضرت بذل الرحمٰن مرحوم کی رہائش گاہ) ایک ہی حویلی ''ہاشمی باڑی'' کے مختلف حصے ہیں۔ یہ حویلی حضرت مفتی صاحب کے والد ماجد سلطان الواعظین علامہ مولانا قاضی احسن الزمان ہاشمی علیہ الرحمۃ نے بنوائی تھی جس میں ان کے تمام صاحبزادگان ذی وقار ایک ساتھ رہتے تھے، ان کے وصال کے بعد، جیسا کہ عموماً ہوتا ہے، خاندان میں افراد بڑھ جانے کی بناء پر اپنی ضروریات اور شرعی قانونِ وراثت پر عمل درآمد کے لئے دیواریں بنا کر حصے کر لئے جاتے ہیں اور اپنی اپنی ضروریاتِ زندگی کے مطابق اس میں توڑ پھوڑ اور نئی تعمیرات کی جاتی ہیں۔ سو یہاں پر بھی وہی صورتحال ہے۔ مفتی صاحب قبلہ نے بتایا کہ پہلے آمد و رفت کا دروازہ بھی ایک ہی ہوا کرتا تھا لیکن اب مولوی مدثر الرحمٰن نے اپنی ضروریات و آسانی کے مطابق شارع عام کی طرف سے گیٹ بنالیا ہے۔ ہم نے کہا کہ ہم ان کے گھر جانے سے قبل حضرت سلطان الواعظین کے مزار پر حاضری دینا چاہتے ہیں کیونکہ پرسوں صبح ہماری روانگی ڈھاکہ کو ہے۔ ہم حضرت مفتی صاحب اور مولانا مفتی شاہد الرحمٰن صاحب کے ہمراہ ان کے مزار پر جو چند قدم، شارع عام پر ایک بڑے تالاب کے کنارے واقع ہے، حاضر ہوئے۔ یہ مزار ایک بڑے قبہ نما ہال کے وسط میں ہے، اس ہال میں دو مزار اور ہیں، ایک حضرت سلطان الواعظین کی زوجہ محترمہ بی بی نور الصفا علیہا الرحمۃ کا اور دوسرا مولانا بذل الرحمٰن علیہ الرحمۃ کا۔ فقیر نے متصل تالاب سے سیڑھیوں پر اتر کر وضو کیا۔ مارچ ۱۹۶۴ء کے بعد جب سے راقم نے ''مشرقی پاکستان'' چھوڑا تھا، پہلی بار کسی تالاب سے وضو کرنے کا تجربہ چالیس سال کے بعد ہوا۔ پانی صاف ستھرا اور ٹھنڈا تھا۔ بارش کی وجہ سے دو سیڑھیاں مشکل سے اترنا پڑیں۔ فقیر کو بتایا گیا کہ تالاب بہت گہرا ہے، اگر اس کے وسط میں جایا جائے تو دو آدمیوں کے قد سے زیادہ اس وقت پانی ہوگا۔ فقیر نے مولانا شاہد الرحمٰن صاحب سے سوال کیا کہ مزار شریف تالاب کے کنارے کیوں بنایا، اس میں کیا حکمت تھی، پھر یہ کہ کبھی ایسا ہوا کہ پانی مزار شریف کے اندر آگیا ہو، کیونکہ اس وقت بھی پانی مزار شریف کی سطح سے ۲ رفٹ ہی نیچے رہا ہوگا۔ مولانا شاہد صاحب نے بتایا کہ چٹاگانگ میں موسمِ برسات میں شدید طغیانی اور سیلابی بارشیں ہوتی ہیں لیکن ان بزرگوں کی کرامت ہے کہ اب تک پانی مزار شریف کے اندر آنا تو درکنار تالاب کی بالائی دیواروں کو پار نہیں کرسکا ہے۔ مزار شریف کے کنارے اس تالاب کی یہ حکمت بتائی کہ اگر یہ مزار شریف کہیں اور بنایا جاتا تو وہاں آنے والے زائرین کے وضو کے لئے نلکوں کا ایک سسٹم لگانا پڑتا، یہاں اس تکلیف سے ہم بچ گئے۔ ویسے چٹاگانگ میں زیادہ تر مزارات تالاب کے کنارے ہی بنے

ہوئے دیکھے گئے۔ مفتی صاحب قبلہ نے فاتحہ پڑھی ہم نے ان کے پیچھے آمین کہا، اور فاتحہ کے فوراً بعد انہوں نے مولانا اکبر وارثی کا سلام جس میں ''یانبی سلام علیک، یارسول سلام علیک'' کے بند آتے ہیں، پڑھا پھر نہایت پرسوز انداز میں دعا مانگی، ان کی آواز میں ارتعاش اور آنکھوں میں آنسو تھے۔ بعد میں انہوں نے دیگر دو مزارات پر لے جا کر ان کا تعارف کرایا اور مختصر فاتحہ پڑھی گئی۔

مولوی مدثر الرحمٰن صاحب کے یہاں انہی دنوں اللہ کے فضل و کرم سے ایک پیارے سے بیٹے کی ولادت ہوئی تھی، انہوں نے اپنے محترم چچا قبلہ مفتی صاحب سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ان کی اس خوشی میں باہر سے آئے ہوئے مہمانانِ گرامی بھی شریک ہوں۔ محترم مدثر الرحمٰن صاحب چٹا گانگ یونیورسٹی میں ایک کینٹین چلا رہے ہیں۔ انہوں نے حاجیوں کی رہنمائی اور قافلہ سازی کی بھی خدمت شروع کی ہوئی ہے۔ ان کی زبانی معلوم ہوا کہ چٹا گانگ یونیورسٹی کا تعلیمی ماحول جماعتِ اسلامی کی طلبہ تنظیم ''اسلامی جمعیت طلبہ'' کی توڑ پھوڑ، ہڑتال اور دنگا فساد کی سیاست کی وجہ سے پراگندہ ہو رہا ہے۔ آئے دن یونیورسٹی بند رہتی ہے، بلکہ یہ لوگ یونیورسٹی کے راستے اور مین گیٹ بند کر کے یونیورسٹی کو عملی طور پر بند کر دیتے ہیں۔ عام طلبہ کی پڑھائی میں ہرج ہوتا ہے اور سال ضائع ہوتا ہے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ آج کل اسلامی جمعیت طلبہ والوں نے مین گیٹ بند کر رکھا ہے اس لئے تعطیل ڈکلیئر کر دی گئی ہے اور کوئی اندر داخل نہیں ہو سکتا اور چونکہ ان کی کینٹین بھی اندر ہے اس لئے وہ بھی کئی روز سے نہیں جا پائے ہیں۔ چونکہ جماعتِ اسلامی اس وقت موجودہ حکومتی پارٹی (وزیرِ اعظم خالدہ ضیاء) کی حلیف ہے اس لئے ان کا زور زیادہ ہو گیا ہے۔ حتیٰ کہ چٹا گانگ یونیورسٹی میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت پر خصوصاً اہلِ سنت کی کسی اور شخصیت پر عموماً کوئی تحقیقی کام کرنا بہت مشکل ہے۔ اول تو اسلامی جمعیت طلبہ نہیں کرنے دیتی، دوسرے اگر کسی طور پر کوئی موضوع منظور ہو بھی جائے تو جماعتِ اسلامی سے وابستہ بعض متعصب اساتذہ اور علومِ اسلامی کے شعبوں سے وابستہ تنگ نظر صدور وغیرہ سخت ترین مخالفت کرتے ہیں، اسکالر کی ہمت شکنی کرتے ہیں اور اگر وہ باز نہ آئے تو جان کی دھمکی سے بھی گریز نہیں کرتے۔ ''صالحین'' کی یہ جماعت اور اس کی بغل بچہ اسلامی جمعیت طلبہ جن کا حال یہ ہے کہ آئے دن فروغِ تعلیم کے لئے ''کتب نمائش'' اور ''فروغِ علم'' کی مہمات چلاتے رہتے ہیں اور ان کی قیادت پاکستان اور بنگلہ دیش میں گلے پھاڑ پھاڑ کر نعرے لگاتی رہتی ہے کہ ہم فرقہ پرستی اور مسلکی تعصب کے خلاف ہیں اور اتحادِ امت کے داعی ہیں، لیکن جب عملی میدان میں پہنچتے ہیں تو خود سب سے بڑے فرقہ پرست بلکہ منافق واقع ہوتے ہیں۔ ان کے اس کردار کو دیکھ کر غالبؔ کا یہ مصرعہ بے اختیارانہ زبان پر آ جاتا ہے ع

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

بنگلہ دیش میں اہلِ سنت کے خواص و عوام اس بات پر تعجب کرتے ہیں کہ جمعیتِ علمائے پاکستان کی قیادت نے کس طرح ایسے ''بدعمل'' دوعملی پالیسی والے گروہ سے سیاسی اتحاد کر لیا کیونکہ ''مجلسِ عمل'' تو ان افراد کی ہوتی ہے جو باعمل اور باکردار ہوں۔ یہ گروہ اور اس کی قبیل کے دیگر گروہ تو اپنی پیدائش سے لے کر آج تک کبھی بھی اہلِ سنت کے نہ ہوئے اور نہ ہو سکتے ہیں۔ تاریخ کے آئینہ کے تناظر میں ان کے ہمیشہ دو رخ نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت فرمائے۔ جب علم و تحقیق کے میدان میں جہاں محقق صرف حقائق کی روشنی میں دیکھتا اور لکھتا ہے اور غیر جانبدارانہ رویہ اپناتا ہے، اس گروہ کے افراد ہمیں برداشت کرنے کو تیار نہیں تو سیاست و معیشت کے معاملے میں جہاں صرف ذاتی اور گروہی مفادات کے معاملات ہوتے ہیں یہ ہماری جماعت ''سوادِ اعظم'' کے افراد کو بھلا کسی قسم کی رعایت دینے پر کیوں تیار ہوں گے؟ اس تمام گفتگو سے بتانا یہ مقصود ہے کہ یہ گروہ اور ان کے افراد دنیا کے جس خطے میں بھی ہوں، اس خطہ کے مسلمانوں کے عمومی مفاد کو مدِ نظر رکھنے کے بجائے (جیسا کہ ان کا کاغذی دعویٰ ہے) صرف اور صرف اپنے مخصوص گروہی مفاد کی عینک سے دیکھتے ہیں اور

اپنے گروہی مفاد کی تحصیل کے لئے مسلمانوں کی اکثریت کے مفاد کا سودا کرنے سے نہیں چُوکتے۔

جناب مدثر الرحمٰن صاحب اپنے دولت کدے پر لے جانے کے لئے خود ہی اپنے چچا بزرگوار مفتی امین الاسلام صاحب کے پاس تشریف لائے۔ فقیر نے اس خاندانِ ہاشمی کے یہاں جس قدر اتحاد و اتفاق کا ماحول دیکھا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے اور ہم سب کے لئے قابلِ تقلید بھی۔ یہاں پر آٹھ روزہ قیام کے دوران فقیر نے بارہا دیکھا کہ چھوٹے سے چھوٹے معاملات پر بھی حضرت قبلہ مفتی امین الاسلام ہاشمی صاحب اپنے برادرِ بزرگ، امامِ اہلسنّت بنگلہ دیش، حضرت نور الاسلام ہاشمی صاحب سے مشورہ کرنے پڑوس میں تشریف لے جاتے۔ کبھی راقم نے کہا حضرت یہ تو بہت معمولی سی بات تھی اس کا فیصلہ تو آپ خود کر سکتے تھے، تو فرماتے کہ فقیر اپنے برادر بزرگ سے مشورہ کئے بغیر کوئی کام نہیں کرتا۔ چھوٹوں پر شفقت کا یہ حال تھا کہ غوثیہ کانفرنس اور احقر کے لئے مختلف محافل میں پروگرام کے تعین کے لئے بار بار اپنے صاحبزدگانِ ذی وقار سے مشورہ فرماتے اور جہاں کسی ضرورت یا ناسازیٔ طبع کی بناء پر راقم کے ساتھ نہ جاسکتے وہاں تاکیداً اپنے دو صاحبزدگانِ عالی وقار جن میں مولانا شاہد الرحمٰن ہاشمی صاحب ضرور ہوتے، ہمارے ساتھ ضرور بھیجتے، لے جانے والے میزبان حضرات کے اوپر نہ چھوڑتے۔ غرض کہ اس خانوادے کے خورد و کلاں کے یہی اخلاق و معاملات ہیں۔ جناب مدثر الرحمٰن صاحب کے بھی اپنے چچا محترم کے ساتھ ایسے ہی معاملات مشاہدے میں آئے۔ اللہ تعالیٰ اس ہاشمی خانوادے کو ابدالآباد تک یونہی پھلتا پھولتا رکھے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

میزبان موصوف کا دولت کدہ بالکل متصل تھا لیکن مین گیٹ کے لئے ذرا پیدل چل کر مین روڈ سے جانا تھا اور ہلکی بارش کا سلسلہ جاری تھا، اس لئے مفتی صاحب قبلہ نے فرمایا کہ ہم لوگ کار پر بیٹھ کر جائیں گے ورنہ بارش اور گلی میں پانی بھر جانے کی وجہ سے کپڑے خراب ہوجائیں گے۔ لہٰذا ہم لوگ ان کی کار پر گھر تک آئے۔ کار گیٹ کے اندر برآمدے تک لے جائی گئی تاکہ ہم لوگ بآسانی بغیر بھیگے ہوئے گھر میں داخل ہوں۔ حضرت مفتی صاحب نے تو ناشتہ کا فرمایا تھا لیکن جب ماکولات اور مشروبات کی ڈشیں آئیں تو پتا چلا کہ یہ تو عصرانہ نہیں عشائیہ ہے۔ رات کے کھانے کا مکمل اہتمام ہے۔ راقم نے ڈاکٹر ارشاد بخاری صاحب کی طرف اور انہوں نے فقیر کی جانب دیکھا اور مسکرائے کہ اب حضرت مفتی صاحب قبلہ کے رات کے کھانے کا حکم کیسے ٹالا جائے گا؟ غرض یہ کہ محترم مدثر الرحمٰن صاحب نے بڑی محبت کا اظہار فرمایا، پرتکلف دعوت کی۔ موسم کے اعتبار سے طرح طرح کے پھل اور مشروبات بھی موجود تھے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ کھانے سے فراغت کے بعد مفتی صاحب قبلہ کے اصرار پر فقیر نے میزبان محترم کے لئے دعا کی۔ چلتے وقت میزبان ممدوح نے ہم دونوں کو کچھ تحفہ تحائف بھی دیئے۔ بارک اللہ لنا ولہ۔ جب ہم لوگ مفتی صاحب کے دولت کدے پر واپس آئے تو حضرت مولانا ابوالبیان صاحب تشریف لائے اور کل صبح ۱۰ بجے پڑوس میں واقع اپنے مدرسہ احسن العلوم جامعہ غوثیہ کے معائنہ اور وہاں کے اساتذہ و طلباء سے ملاقات کی دعوت دی۔ مولانا ابوالبیان صاحب جیسا کہ فقیر گذشتہ سطور میں کہیں لکھ چکا ہے مرنجاں مرنج طبیعت کے انسان ہیں۔ خوش مزاج اور خوش گفتار ہیں۔ نستعلیق طریقہ پر پان نوش فرماتے ہیں، وضع دار انسان ہیں۔ سر پر سفید دو پلی ٹوپی، کڑھے ہوئے پھولدار بارڈر کے ساتھ، تن پر سفید کرتا اور پائے جامہ، پہلی نظر میں دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ حضرت کا تعلق لکھنؤ کے باوضع اور باروایت خانوادے سے ہے۔ اردو میں بلا روک ٹوک گفتگو فرماتے ہیں۔ اپنے جدِ امجد سلطان الواعظین حضرت مولانا قاضی محمد احسن الزمان ہاشمی علیہ الرحمۃ کی میراث اور اپنی مادرِ علمی کو نہایت حسنِ اہتمام سے چلا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں اضافہ فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

مدرسہ کے اہتمام کی ذمہ داریوں کے علاوہ بھی آپ کی مصروفیات بہت زیادہ ہیں۔ مسافرانِ حرمین شریفین زاد اللہ شرفہم کی تربیت، تشکیلِ قافلہ کی صورت میں ان کی روانگی اور مکۃ المکرمہ و

مدینۃ المنورہ میں ان کے قیام و طعام و زیارات کا مناسب انتظام کرنے کی خدمت بھی آپ نے اپنے ذمے لے رکھی ہے۔ ان سب وجوہ اور پھر مسلسل بارش کی بناء پر آپ سے شرفِ نیاز حاصل نہ ہو سکا تھا۔ سلام و کلام و تعارف کے بعد مولانا شاہد الرحمٰن صاحب حفظہ اللہ المنان نے از راہِ تفنن فقیر سے فرمایا کہ ''حضرت یہ ہمارے بالکل پڑوسی ہیں، گذشتہ دس دن سے تمام اخبارات و جرائد میں آپ کی تشریف آوری، دوروزہ غوثیہ کانفرنس میں آپ کے خطاب، دیگر اجتماعات میں آپ کی شرکت کی خبریں اور تصاویر شائع ہوتی رہی ہیں، متعدد علماء، اسکالرز اور دانشور حضرات دن رات یہاں آپ سے ملاقات کے لئے آرہے ہیں لیکن حضرت ابوالبیان صاحب کو آج آپ کی آمد کی اطلاع ملی ہے، آپ کچھ خیال نہ فرمائیں۔'' حضرت ابوالبیان صاحب پہلے تو کچھ جھینپے مگر پھر سمجھ گئے، اس جملہ سے بہت محظوظ ہوئے۔ آپ نے اپنی مصروفیات گنائیں اور فرمایا کہ ''میرا خیال تھا کہ آپ کم از کم پندرہ یوم چاٹگانگ میں قیام فرمائیں گے اس لئے میں آپ کے ساتھ چاٹگانگ کے ارد گرد مختلف مقاماتِ مقدسہ اور سیاحت گاہوں پر آپ کو لے جانے کا پروگرام بنا رہا تھا۔ بیچ میں ایک بار تو میں حاضر ہو چکا تھا اور آپ کو مجھ بھنڈار شریف کی زیارات کے لئے لے گیا تھا۔ آج مجھے پتہ چلا کہ آپ پرسوں صبح کی ٹرین سے واپس ڈھاکہ تشریف لے جارہے ہیں اس لئے میں دوڑا دوڑا ملاقات کے لئے آیا۔'' انہوں نے بہت اصرار کیا کہ ''آپ ابھی کچھ روز اور رُکیں، ابھی میں نے تو آپ کی مہمان نوازی کی نہیں۔'' فقیر نے عرض کی کہ ویزا صرف پندرہ دن کا ہے۔ ادارہ کے بہت سے کام باقی ہیں جو نا چیز کو جا کر کرنا ہیں، پھر فقیر کو ابھی ڈھاکہ، دیناجپور، اپنے شہر راجشاہی، جہاں کے کالج اور یونیورسٹی میں راقم نے تعلیم حاصل کی ہے، جانا ہے، وقت بہت کم ہے۔ ان شاء اللہ پھر زندگی رہی تو تفصیلی ملاقات ہوگی۔ انہوں نے فرمایا کہ وقت آپ کے پاس نہیں ہے لیکن میں تو آپ کو مدرسہ کی جانب سے ایک استقبالیہ دینا چاہ رہا تھا۔ آپ ایسا کریں کہ صبح ۱۰ بجے تشریف لے آئیں، اساتذہ اور طلباء سے آپ کی ملاقات کروادوں، مدرسہ بھی آپ معائنہ فرمالیں۔ فقیر نے مولانا شاہد الرحمٰن صاحب سے دریافت کیا، انہوں نے فرمایا کہ صبح کا کوئی پروگرام نہیں ہے، البتہ علماء اور اسکالرز حضرات الوداعی ملاقات کے لئے آئیں گے۔ مدرسہ احسن العلوم تو بالکل قریب ہے، ہم یہ پروگرام رکھ لیتے ہیں۔ مولانا ابوالبیان صاحب تشریف لے گئے۔ ہم لوگوں نے عشاء کی نماز کے بعد کھانا کھایا۔ موسلا دھار بارش شروع ہو چکی تھی۔ مفتی صاحب قبلہ اپنے کمرے میں تشریف لے گئے۔ فقیر، علامہ ڈاکٹر ارشاد بخاری صاحب، مولانا قاضی شاہد الرحمٰن ہاشمی صاحب اور مولانا انیس الزمان صاحب بنگلہ دیش اہلِ سنت و جماعت کے تنظیمی امور، علماء و مشائخ کے معاملات اور یہاں کے مدارسِ اہلِ سنت کے نصاب و معیار پر بہت دیر تک گفتگو کرتے رہے۔ وہ حضرات اپنے اپنے کمروں میں سونے کے لئے چلے گئے۔ ان لوگوں کے جانے کے بعد مفتی صاحب قبلہ کے چھوٹے صاحبزادے مولانا عاشق الرحمٰن ہاشمی صاحب جنہوں نے یہاں آٹھ روزہ قیام کے دوران راقم کا ہر طرح کا خیال رکھا، کمرے میں حسبِ معمول تشریف لائے، پانی کا جگ، گلاس رکھا اور فرمایا آپ تھکے ہوئے ہیں، گلے میں تکلیف بھی بتا رہے تھے، آپ کے لئے ایک کپ گرم گرم قہوا بنا کر لاتا ہوں، فقیر کے منع کرنے کے باوجود وہ لائے اور ساتھ میں ایک کپ دودھ بھی۔ اللہ مولانا عاشق الرحمٰن صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہاں سخت بارش کی وجہ سے ان دنوں رات دن میں کئی بار بجلی چلی جاتی تھی۔ رات کو موسلا دھار بارش کے دوران بجلی چلی گئی۔ مولانا عاشق الرحمٰن صاحب دوڑے ہوئے کمرے میں آئے اور کھڑکیاں کھول دیں کہ کہیں احقر کو گرمی نہ لگے اور ایک لیمپ جلا گئے۔

جاری ہے..........

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کی جانب سے محبینِ رضا کے لئے

پرکشش رضوی پیشکش

رمضان المبارک کے ماہِ مبارک میں ادارہ ھٰذا کی سلور جوبلی کے موقع پر شائع ہونے والی تمام کتب پچاس فیصد (50%) رعایت پر دستیاب

نمبرشمار	نام کتب	مصنف	صفحات	قیمت
1	كشف العلة عن سمت القبلة (قبلہ نما)	امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی۔	238	120/-
2	نزول آیاتِ فرقان بسکون زمین و آسمان و معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین	امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی۔	104	60/-
3	مولانا نقی علی خاں۔ حیات و علمی کارنامے	(پی۔ایچ۔ڈی۔ مقالہ) ڈاکٹر محمد حسن قادری	225	120/-
4	مکتوباتِ مسعودی	پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد	598	400/-
5	تذکرہ اراکین ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	184	80/-
6	۲۵ رسالہ تاریخ و کارکردگی ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	160	70/-
7	مختصر تعارف، مطبوعات و کارکردگی	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	56	25/-
8	خلفائے محدث بریلوی	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	156	75/-
9	القاديانية (عربی)	امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی	118	120/-
10	محمد ﷺ خاتم النبيين (عربی)	امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی	156	200/-
11	الزبدة الزكية في تحريم سجود التحية (عربی)	امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی	160	88/-
12	الامام احمد رضا خان و اثره في الفقه الحنفي (عربی)	مولانا مشتاق احمد شاہ الازہری (ایم فل مقالہ، جامعہ ازہر)	396	400
13	الشيخ أحمد رضا خان البريلوي و شئ من حياته وافكاره (عربی)	الدكتور محمد مسعود احمد ترجمہ: محمد عارف اللہ المصباحی	128	60/-
14	A Fair Success refuting Motion of Earth (فوز مبین۔انگریزی)	امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی		150/-
15	Hussam-ul-Haramain (English)	امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی	156	115/-
16	Sceintific Work of Imam Ahmad Raza	ڈاکٹر محمد مالک	222	125/-
17	Ma'arif-e-Raza (Eng. Edition)	Editorial Board	111	80/-
18	امام احمد رضا ءِ سنڌ جا عالم (سندھی)	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	80	50/-

جلدی کیجئے۔ اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھایئے۔

FAUZ-E-MUBEEN DAR RADD-E-HARKAT-E- ZAMEEN

A FAIR SUCCESS REFUTING MOTION OF EARTH

A'la Hazrat Imam Ahmad Reza Brailvi
(Mercy of Allah be upon him)

English Rendering
Abdul Hamid Maiskar
(M.A. Urdu English)

Co-operated By
Muhammad Iqbal Noori
Masjid Habibia Silani, Bareily (India)

Published by
Idara-e-tahqiqat-e-Imam-Ahmad Reza
Reg. International, Karachi.

www.imamahmadraza.net

E-Mail: mail@imamahmadraza.net

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ الرحمٰن کی ردِّ حد حرکتِ زمین پر معرکۃ الآراء تصنیف "فوزِ مبین" کا انگریزی زبان میں ترجمہ پہلی بار ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل نے شائع کیا ہے۔ دیدہ زیب طباعت اور خوبصورت سرورق کے ساتھ اس کتاب کی تعارفی قیمت صرف ۱۵۰؍روپے مقرر کی گئی ہے۔ رمضان المبارک میں کتاب منگوانے پر ۵۰ فیصد رعایت دی جائے گی۔

دینی، علمی وملّی خبریں

﴿ترتیب: عمّار ضیاء خاں﴾

شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کا دوسرا فقہی سیمینار

۱۵، ۱۶، ۱۷ر رجب المرجب بمطابق ۲۱، ۲۲، ۲۳ اگست ۲۰۰۵ء کو منعقد ہوا جس میں ہندوستان کے بڑے بڑے علمائے کرام ومفتیانِ عظام نے شرکت فرمائی۔ اس سال شرعی کونسل کا سیمینار تین اہم موضوعات پر مشتمل تھا:

۱۔ اثبات رویت ہلال
۲۔ فون وانٹرنیٹ پر بیع وشراء اور نکاح کا حکم
۳۔ رمی جمار (دورانِ حج شیطان کو کنکری مارنے کا عمل

ان موضوعات پر بحث ومباحثہ کے لئے دو دن میں چار نشستیں مقرر کی گئیں۔ ان چاروں نشستوں کی سرپرستی گل گلزارِ برکاتیت حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں قادری برکاتی سجادہ نشین مارہرہ شریف، رفیق ملت حضرت سید شاہ محمد نجیب میاں قادری برکاتی مارہرہ مطہرہ، جانشین فاتح بلگرام حضرت علامہ مولانا حافظ قاری سید محمد اویس مصطفیٰ واسطی قادری سجادہ نشین خانقاہ فاتح بلگرام، بلگرام شریف، صدر العلماء حضرت علامہ مولانا محمد تحسین رضا صاحب قادری مدظلہ پرنسپل جامعۃ الرضا مدظلہ نے فرمائی جبکہ پہلے دن کی نشست اول کی صدارت استاذنا الکریم حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ نے فرمائی اور نظامت کے فرائض محدثِ کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری رضوی اعظمی نے انجام دیئے اور نشستِ دوم کی صدارت استاذی استاذ الفقہاء حضرت علامہ مفتی قاضی محمد عبدالرحیم بستوی مدظلہ اور نظامت محدثِ کبیر مدظلہ نے کی۔

دوسرے دن کی نشست اول کی صدارت حضرت محدث کبیر مدظلہ اور نظامت حضرت مفتی محمد نظام الدین صاحب مبارک پور نے فرمائی۔ نشست دوم کی صدارت حضرت علامہ عاشق الرحمٰن صاحب حبیبی الہ آبادی اور نظامت مفتی مطیع الرحمٰن مضطر نے فرمائی۔

سیمینار کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا اس کے بعد نعت شریف پڑھی گئی، پھر خطبۂ استقبالیہ کا اعلان ہوا جسے شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت مولانا محمد عسجد رضا قادری مدظلہ ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا وشرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف نے مندوبین کے سامنے پیش فرمایا اور حضور تاج الشریعہ مدظلہ کی طرف سے حضرت محدث کبیر نے خطبۂ صدارت پڑھا پھر موضوعاتِ سیمینار پر شرکاء مفتیانِ کرام کی بحث شروع ہوگئی جسے مفتیان کرام کی بحثوں نے نتیجہ خیز بنایا اور تینوں موضوعات کے اکثر سوالات فیصل ہوگئے جو بایں الفاظ قلم بند کر کے موجود مفتیان کرام کے دستخط سے مزین کر لئے گئے۔

﴿فیصلہ بابت: رمی جمار﴾

(۱) جمرہ کی موجودہ صورتحال کہ جس میں جمرہ اپنی اصل صورت سے بہت زیادہ وسیع کر دیا گیا ہے، اس میں اصل حکم یہی ہے کہ رامی کی کنکریاں قدیم جمرہ کے تین ہاتھ کے فاصلے کے اندر واقع ہوں تو رمی معتبر ہوگی، ورنہ رمی معتبر نہ ہوگی۔

(۲) جو لوگ رمی ایسی جگہ سے کریں جو قدیم جمرہ سے تین ہاتھ سے زیادہ دوری پر واقع ہو اور رامی کی قوت سے جمرہ سے تین ہاتھ اندر پہونچ جائے تو بھی رمی صحیح ہے اور اگر یہ شبہ ہو کہ وہ قوت رامی سے وہاں پہونچی یا کسی دوسرے قاسر سے تو احتیاط یہ ہے کہ دوسری کنکری مارے۔ یونہی اگر شک ہو کہ کنکری اپنی جگہ پر پہنچی یا نہیں تو بھی اعادۂ رمی کرے۔

(۳) بغیر عذر کنکری مارنے کے لئے نائب بنانے کی اجازت نہیں۔ ہاں جو شخص صاحبِ عذر ہو یعنی ایسا مریض ہو کہ جمرہ تک سواری پر بھی نہ جا سکتا ہو وہ دوسرے کو حکم کر دے کہ وہ اس کی طرف سے رمی کرے اور نائب کو چاہئے کہ پہلے اپنی طرف سے سات کنکریاں مارنے کے بعد مریض کی طرف سے رمی کرے اور اگر مریض کے بغیر حکم رمی کر دی تو جائز نہ ہوئی اور اگر مریض میں اتنی طاقت نہیں تو بہتر یہ ہے کہ اس کا

ساتھی اس کے ہاتھ پر کنکری رکھ کر رمی کرائے اور اگر مریض بے ہوش ہے تو اس کا ساتھی اس کی طرف سے رمی کردے۔

﴿فیصلہ بابت: اثباتِ رویتِ ہلال﴾

(۱) اس زمانے میں پورے ملک کے لئے ایک قاضی پر اتفاق دشوار ہے، اس لئے ہر ضلع کا سب سے بڑا عالمِ دین مرجع فتویٰ واہلِ تقویٰ قاضی شرع ہوگا اور اس کے حکم وفیصلے کا اعلان اس کے شہر و حوالی شہر میں معتبر ہے۔

(۲) پورے ملک کے قاضی کا اعلان سخت محلِ نظر ہونے کی وجہ سے آئندہ کے لئے زیرِ غور رکھا گیا۔

(۳) رویتِ ہلال کا وہ اعلان جو ریڈیو، ٹیلی ویژن، ٹیلی فون کے ذریعہ ہو، اگر چہ ایک شہر کے لئے ہو وہ نامعتبر ہے، کیونکہ ہندوستان کے مذکورہ ذرائع ابلاغ اختیارِ قاضی سے باہر ہیں جن میں جعل وتزویر ہوتی رہتی ہیں۔ یہی حکم پاکستان و بنگلہ دیش کے مذکورہ ذرائع ابلاغ کا ہے جبکہ وہ قبضۂ قاضی سے باہر ہوں۔

(۴) سیٹلائٹ کے ذریعہ اسکرین پر چاند کی رویت شرعاً معتبر نہیں۔

(۵) باتفاق رائے طے ہوا کہ فیکس و انٹرنیٹ، ٹیلی فون کے ذریعہ ہو استفاضہ شرعیہ کا تحقق نہیں ہوسکتا۔

﴿فیصلہ بابت: بیع وشراء اور نکاح﴾

(۱) اس پر سب کا اتفاق ہے کہ انٹرنیٹ وفیکس کے ذریعے عقد بیع ہو تو شرعاً بیع منعقد ہوجائے گی۔

(۲) بذریعہ فون یا موبائل بیع وشراء کے متعلق گفتگو معاہدہ ہے، ہاں بطور تعاطی یہ بیع درست ہوگی۔ جب ایک فریق نے مال یا دام دوسرے فریق کے پاس بھیجا اور دوسرے نے لیا۔

(۳) انٹرنیٹ وفیکس کے ذریعہ نکاح کے انعقاد کے سلسلے میں بحث کا موقع نہ مل سکا اس لئے اسے آئندہ پر موقوف رکھا جاتا ہے۔

چوتھی نشست میں نقیب تاج الشریعہ حضرت مفتی محمد شعیب رضا صاحب نے ہدیۂ تشکر پیش کیا اور مندوبین کرام نے اپنے تاثرات پیش کئے جس میں شرعی کونسل کے حسنِ انتظام اور ناظمِ اعلیٰ کے کارنامے اور اساتذۂ جامعۃ الرضا اور طلبہ کے حسنِ اخلاق کو کافی سراہا۔ اس سیمینار میں کم وبیش ۶۵ رعلمائے کرام ومفتیانِ عظام نے شرکت کی اور ممبئی اور بنارس کے عہدیداران شرعی کونسل آف انڈیا نے بھی شرکت کی۔

سعودی حکومت کے ناپاک عزائم کی مذمت

بتاریخ ۱۸ ر اگست ۲۰۰۵ء مٹیا محل، دہلی میں تنظیم ابنائے اشرفیہ دہلی برانچ کی ایک اہم میٹنگ ہوئی، جس میں پچاس سے زائد فضلائے اشرفیہ نے شرکت کی، یہ میٹنگ حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی کی صدارت میں ہوئی۔ مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے مولانا عبیداللہ خان اعظمی (ممبر آف پارلیمنٹ)، مولانا محمد ادریس بستوی مصباحی، مولانا مبارک حسین مصباحی (جنرل سکریٹری تنظیم ابنائے اشرفیہ)، مولانا خوشتر نورانی علیگ ایڈیٹر جام نور)، مولانا محمد عمر نورانی مصباحی گیاوی نے شرکت فرمائی۔

تمام شرکائے اجلاس نے سعودی حکومت کے اس ہیبت ناک منصوبے پر جس میں ولادت گاہِ رسول کو ختم کرکے فائیو اسٹار ہوٹل بنانے کی بات کہی گئی ہے، سخت تشویش اور گہرے رنج وغم کا اظہار کیا اور پورے عالمِ اسلام کو لرزا دینے والے اس ناپاک منصوبے کی شدید مذمت کی، واشگاف الفاظ میں حکومت سعودیہ عربیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ عالمِ اسلام ولادت گاہِ رسول سے گہری عقیدت رکھتا ہے، اسے مٹانے یا منہدم کرنے کے ناشائستہ عمل کو اسلامیانِ عالم برداشت نہیں کریں گے۔ نتیجہ کے طور پر حکومتِ سعودیہ بھی مشکلات سے دوچار ہوجائے گی، ولادت گاہِ رسول ملائکہ کے نزول کی جگہ ہے، اس مقدس جگہ سے چھیڑ چھاڑ کرنا اسلام دشمنی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

تنظیم نے اس امید کا اظہار کیا کہ حکومتِ ہند اپنے ماضی کے طرز پر عمل کرکے اس مسلم آزاری کے خلاف اپنا اثر ورسوخ استعمال کرکے سعودی حکمرانوں کو اس غیر انسانی حرکت سے باز رکھے گی، شرکاء نے یہ بھی کہا کہ حکومتِ سعودیہ یہ ناروا فعل امریکی گورنمنٹ کے اشارے پر کرنے جارہی ہے، کیونکہ امریکہ قرآن کریم کی بے حرمتی اور شعائرِ اسلام کے مٹانے کی پیہم سعی کررہا ہے، امریکی فوجوں کے ذریعہ عراقی، فلسطینی اور افغانی مسلمانوں کا قتل عام بھی جذبہ مسلم دشمنی کا جیتا جاگتا نمونہ ہے، امریکہ کو اپنی وحشیانہ حرکتوں

سے باز آنا چاہئے اور افغانستان، عراق، کویت، سعودی عرب اور قطر وغیرہا سے فوراً اپنی فوجیں واپس بلالینا چاہئے، امریکی فوجوں کا غاصبانہ قبضہ عالمِ اسلام کی بے چینی اور انسانی خون کی ارزانی کا بنیادی سبب ہے۔

جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء میں داخلہ کا اعلان

جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء علم وحکمت، ادب وثقافت اور دعوت وارشاد کا وہ ممتاز بیت الانوار ہے، جہاں علماءِ امت اور جدید ماہرینِ تعلیم ایک جامع ترین دو سالہ کورس کی تدریس میں شبانہ روز منہمک ہیں اور اس کے فرزندان ملک و بیرون ملک اسلام کی نشر و اشاعت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

داخلہ کے خواہش مند ۲۰ رمضان المبارک سے قبل ہی اپنی درخواستیں پرنسپل جامعہ ہٰذا کے نام ارسال فرمادیں، داخلہ ۱۰ شوال المکرّم کو ایک تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو کے ذریعہ ہوگا، امیدوار کا اہلِ سنت و جماعت کے کسی ادارے سے فارغ التحصیل ہونا ضروری ہے، عربی اور انگریزی سے خصوصی دلچسپی اور لگن رکھنے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔

رابطہ کا پتہ: پرنسپل جامعہ حضرت نظام الدین اولیا، ذاکر نگر، گلی نمبر ۲۲، نئی دہلی۔۲۵، فون: +91-11-26984741

علامہ کوثر جائسی کا انتقال۔ادب کا ناقابلِ تلافی نقصان

۱۴/اگست ۲۰۰۵ء کو اردو ادب کے ممتاز اور ملک گیر شہرت رکھنے والے شاعر وادیب علامہ کوثر جائسی کا انتقال ہوگیا، بعد ظہر نماز جنازہ میں ممتاز علماء، شعراء، ادباء اور معززینِ شہر نے شرکت فرمائی، جنازے کی امامت مولانا سید قمر شاہ جہانپوری نائب قاضی شہر کانپور نے کی، ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں کوثر جائسی کو عید گاہ کے سامنے مسلم قبرستان میں سپردِ خاک کیا گیا، کوثر جائسی ایک ماہرِ فن، عالمِ عروض، زبان وبیان پر قدرت رکھنے والے ممتاز صاحبِ علم وفن تھے۔عبد الحمید نام، کوثر تخلص، وطن جائس، مشاہیر ہند نشور واحدی، ثاقب کانپوری، شارق ایرایانی، فنا نظامی، ندرت کانپوری کی صف میں آخری شاعر تھے۔

اعلان وخوشخبری

بحمد للہ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی، پاکستان، اخبار جنگ ونوائے وقت کی خبر بسلسلہ تفویضِ ترجمہ (سی۔ڈی و ہارڈ کاپی) فتاویٰ رضویہ کی توثیق کرتے ہوئے بصد مسرت **اعلان** کرتا ہے کہ محترم جناب جسٹس (ر) منیر احمد مغل کا کیا ہوا بہترین، معیاری اور اصل انگریزی ترجمہ فتاویٰ رضویہ ادارہ کو وصول ہوگیا ہے۔اس سلسلہ میں ادارہ کی طرف سے محترم المقام **جناب جسٹس صاحب** کی خدمت میں شکریہ اور ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے اور امتِ مسلمہ کو بالخصوص جماعتِ اہلسنّت وجماعت میں **مسلک رضا** کے سالکین اور عقیدتمندوں کو **خوشخبری** دی جاتی ہے کہ اب اس خالص ترجمہ کو کتابی شکل دینے کے لئے ادارہ نے جناب مترجم جسٹس صاحب کی مناسبت سے اپنے ادارے کے لیگل ایڈوائزر اور خصوصی ایڈیٹر علیم ظفر ایم۔اے، ایل ایل۔ایم (صحافت، سیاست، بین الاقوامی تعلقات اور قانون) کے سپرد کردیا ہے جس کے قانونی حقوق ادارہ کے حق میں محفوظ ہیں۔

لیگل ایڈوائزر اسے نہ صرف صحافتی انداز میں ایڈٹ کرکے کتابی شکل دیں گے بلکہ وہ اپنی ذاتی دلچسپی سے اصل فتاویٰ رضویہ کو بھی من وعن جدید، مناسب ومعیاری اور صحافیانہ انداز واضافوں کے ساتھ ایڈٹ کرکے **کمپیوٹرائزڈ** کررہے ہیں تاکہ یہ علمی ومعنوی شاہکار فنی محاسن میں بھی **اعلیٰ حضرت** کی طبع رسا کا مظہرِ کامل ہو۔ادارہ ان سے حتی الوسع تعاون کرے گا اور اگر کوئی شخص یا ادارہ مشورہ یا تعاون کرنا چاہے تو مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ کرسکتا ہے:

رابطہ: **سید وجاہت رسول قادری**، صدر
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل، پاکستان۔
۲۵۔جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل)، صدر، کراچی، پاکستان۔ فون: ۰۲۱۔۷۷۲۵۱۵۰

بحوالہ **علیم ظفر** لیگل ایڈوائزر و خصوصی ایڈیٹر رسالہ جات اور کتب ادارہ

☆☆☆☆☆☆

دور و نزدیک سے----

☆ **ابو الرضا گلزار حسین قادری، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند(علیہ الرحمۃ)، لاہور۔**

ادارہ کی ارسال کردہ کتب موصول ہوگئی تھیں۔شکریہ۔رقم ارسال کردی تھی جس کی رسید بھی موصول ہوگئی ہے۔معارفِ رضا کے شمارے باقاعدگی سے موصول ہورہے ہیں۔ستمبر کا شمارہ بھی موصول ہوگیا ہے۔تمام مضامین بامعنی و جامع ہیں۔خاص کر حسبہ بل سے متعلق آپ کی تحریر قابلِ قدر ہے اور جمعیت کے لئے عبرت کا سامان بھی۔جمعیت کا وجود چند اشخاص پر مشتمل ہے جس کا عوامِ اہلِ سنت میں کوئی وجود نہیں۔ علامتی نمائندگی ہے۔ صاحبِ بصیرت قدآور قیادت کی ضرورت ہے جس کا نشان دور دور تک نظر نہیں آتا۔سر بریدہ قوم کی طرح وقت گزر رہا ہے۔باہمی مراسم اور اعلیٰ نصب العین کا فقدان ہے۔ جب تک محض اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیبِ لبیب ﷺ کی رضا جوئی مقصود نہیں ہوگی، اپنی ذات کی نفی نہیں ہوگی۔ہم کبھی بھی بڑی قوت کے طور پر ابھر نہیں سکتے۔اس سے قبل کے شمارے میں بھی آپ کا مضمون خاصے کی چیز تھا۔ بدقسمتی سے ہم بیگانوں کا سہارا ڈھونڈ رہے ہیں۔غیر کے آگے جھکنے والے سے عزت کوسوں دور چلی جاتی ہے۔ خارجی اور گستاخ گروہوں سے امید لگانا لاحاصل ہے۔سوادِ اعظم آج ان کی بے ساکھیوں پر ایوانِ حکومت تک پہنچنے کی آس لگائے بیٹھے ہیں۔اپنی بکھری قوت کی پھر سے شیرازہ بندی کرلیں،اقتدار اور ایوان آپ کے آگے سرنگوں ہوگا۔بات دور چلی گئی۔

مخدومِ ملت پروفیسر مسعود احمد صاحب مدظلہ العالی کے چند مکتوبات کی فوٹو ارسال ہیں۔اس سے قبل صوفی عبدالستار طاہر صاحب کو بھی ارسال کی تھیں۔دوسری جلد میں شامل کئے جاسکتے ہیں۔تمہیدِ ایمان (سندھی) اور اعلیٰ حضرت بریلوی (سندھی) جس کا ترجمہ احقر نے کیا تھا اور مرکزی مجلسِ رضا نے اس کی اشاعت کی تھی، ریکارڈ کے لئے ارسال کررہا ہوں۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ پر روزنامہ مہران نے احقر کا مقالہ تین قسطوں میں شائع کیا تھا، فوٹو کاپی ارسال ہے لائبریری کے ریکارڈ کے لئے۔۱۹۸۰ء کی دہائی میں یہ کام ہوا۔تجلی الیقین اور الامن والعلیٰ کا سندھی ترجمہ بھی اسی زمانے میں احقر نے کیا تھا مگر لاہور میں رہنے کی وجہ سے اور سندھ سے دوری کی وجہ سے کتابت و اشاعت نہ ہوسکی۔کوشش ہوگی کہ آپ سے رابطہ رہے۔۱۹۸۰ء میں احقر کی حاضری بریلی شریف ہوئی تھی اور سفرنامہ افق کے غالباً اگست ۱۹۸۰ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔

☆ **سید صابر حسین شاہ بخاری، برہان شریف، ضلع اٹک، پاکستان۔**

سلور جوبلی کے موقع پر آپ نے کمال جرأت و استقامت کا مظاہرہ فرمایا ہے اور اس مبارک موقع پر نہایت اہم مطبوعات کو شائع کیا ہے۔اس پر پوری دنیائے سنیت کی جانب سے مبارکباد قبول فرمائیں۔

ماشاء اللہ معارفِ رضا نے رضوی صحافت میں ایک مقام بنالیا ہے۔ یہ سب آپ کے دم قدم سے ہے۔ آپ اپنے سفرناموں کو بھی کتابی صورت میں شائع کروانے کی کوشش فرمائیں۔اللہ کریم اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ کو سلامت باکرامت رکھے۔آمین

ذکر وفکرِ رضا۔ جرائد ورسائل کے آئینہ میں

﴿ترتیب: وزیر احمد شان القادری﴾

نمبر شمار	نام رسائل	عنوان مذکورہ	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱۔	ماہنامہ مصلح الدین کراچی ستمبر ۲۰۰۵ء	نعت۔ ندیاں پنجابِ رحمت کی.....	امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ	۱۰
۲۔	فکرونظر۔ خصوصی شمارہ (اسلام آباد)	بریلوی علماء اور خدمتِ حدیث	ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس	۱۴۳
۳۔	ماہنامہ ماہِ نور دہلی۔ ستمبر ۲۰۰۵ء	مولانا احمد رضا کے ہم عصر بریلوی شعراء	ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن عاکف	۳۴
۴۔	ماہنامہ امیرِ اہلسنّت لاہور اگست ۲۰۰۵ء	تحریکِ پاکستان میں خلفائے اعلیٰ حضرت کا کردار	سید صابر حسین بکاری	۴۳
۵۔	کتابچہ (ادارہ معارفِ نعمانیہ، لاہور)	اعلیٰ حضرت بریلوی	مقبول جہانگیر	۱
۶۔	جلالیہ بھکی شریف جولائی ۲۰۰۵ء	نعت شریف	امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ	۳
۷۔	کتابچہ (فتاویٰ رضویہ اور فتاویٰ رشیدیہ کا تقابلی جائزہ)	ضیاء اکیڈمی، کراچی	مفتی محمد مکرم احمد نقشبندی مجددی	۸
۸۔	کتابچہ (رضا اکیڈمی، لاہور)	امام احمد رضا اور ملک العلماء	سید صابر حسین شاہ بخاری	۴
۹۔	کتابچہ (رضا اکیڈمی، لاہور)	امام احمد رضا اور مجاذیب	سید صابر حسین شاہ بخاری	۴
۱۰۔	کتابچہ (رضا اکیڈمی، لاہور)	سورۃ والضحیٰ کے تراجم میں کنزالایمان کا مقام	سید صابر حسین شاہ بخاری	۴
۱۱۔	کتابچہ (رضا اکیڈمی، لاہور)	جواہرِ تضمین (سلامِ رضا پر)	سید صابر حسین شاہ بخاری	۸
۱۲۔	کتابچہ (رضا اکیڈمی، لاہور)	بارانِ رحمت (تضمین)	محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری	۱۲
۱۳۔	ضیائے اسلام (جہلم) جنوری/فروری ۲۰۰۵ء	یادِ اعلیٰ حضرت	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	۳۷
۱۴۔	جہانِ رضا لاہور اگست/ستمبر ۲۰۰۵ء	امام احمد رضا پر مجدد الفِ ثانی کے اثرات	مولانا غلام مصطفیٰ مجددی	۱۰
۱۵۔	جامِ نور دہلی۔ اکتوبر ۲۰۰۵ء	نعت (تضمین بر کلام امام احمد رضا)	سہیل فصیحی	۶۲
۱۶۔	ضیائے اسلام (جہلم) اکتوبر/نومبر ۲۰۰۴ء	نعت (یاد میں جس کی......)	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ	۴
۱۷۔	الف۔ تجلیاتِ رضا بریلی، سالنامہ اپریل ۲۰۰۵ء	تفسیر سورۃ الفاتحہ	امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ	۶
	ب۔ // // // // //	امام احمد رضا اور علمِ حدیث	مولانا محمد حنیف رضا خاں رضوی	۱۶
	ج۔ // // // // //	علمِ تجوید اور امام احمد رضا	قاری محمد افروز قادری	۲۸

Monthly **"Ma'arif-e-Raza"** Karachi

پیغامِ رضا امّتِ مسلمہ کے نام!

فروغِ تعلیم اور امتِ مسلمہ کے کامیاب مستقبل کے لئے

امام احمد رضا کا دس نکاتی پروگرام

۱۔ عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، باقاعدہ تعلیمیں ہوں،

۲۔ طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں،

۳۔ مُدرّسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کاروائیوں پر دی جائیں،

۴۔ طبائعِ طلبہ کی جانچ ہو، جس کے کام کو زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے،

۵۔ ان میں جو تیار ہو جائیں، تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و مناظرتاً اشاعتِ دین و مذہب کریں،

۶۔ حمایتِ مذہب و ردِّ بد مذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں،

۷۔ تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کئے جائیں،

۸۔ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں، جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں آپ سرکوبیٔ اعداء کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں،

۹۔ جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں، وظائف دے کر فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو، لگائے جائیں،

۱۰۔ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں جو وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں،

حدیث کا ارشاد ہے کہ: ''آخر زمانے میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا''

اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے۔

﴿فتاویٰ رضویہ (قدیم) جلد نمبر ۱۲، صفحہ ۱۳۳﴾